105

أربعون حديثاً في فضائل علي رضي الله عنه

قال رسول الله ﷺ نضّر الله امرأً سمع منا شيئاً فبلّغه كما سمعه

اربعین

فضائلِ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

تالیف: ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی



ترتیب، تخریج و اضافہ

حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ

شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:
نَضَّرَ اللّٰهُ اِمرأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ

105
سلسلة اربعينات الحديث النبوي

أربعون حديثا
في فضائل علي

اربعین
فضائل سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

تالیف:
ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی

ترتیب، تخریج واضافہ:
حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ
شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

نام کتاب: اربعین فضائل سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

تالیف: ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

ترتیب، تخریج و اضافہ: حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

ناشر: ابو مومن منصور احمد

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور فون: **042-37357587**

Dar-us-Salam

486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217

TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511

E-Mail: darussalamny@hotmail.com

Web Site: www.darussalamny.com

Email:akmian311@gmail.com

Web Site: www.assunnah.live

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِىْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ مُحَمَّدًا ﷺ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا، وَّدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا، بَعَثَهٗ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ، وَمُعَلِّمًا لِّلْأُمِّيِّيْنَ، بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ، فَقَالَ سُبْحَانَهٗ -وَهُوَ أَصْدَقُ الْقَائِلِيْنَ - ﴿هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۲﴾﴾ [الجمعة : 2]۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحَابَتِهٖ أَجْمَعِيْنَ، وَتَابِعِيْهِمْ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔ أَمَّا بَعْدُ!

عہد قدیم کے عرب جو دین ابراہیمی کے حامل تھے، وہ شرک و بت پرستی میں بہت آگے نکلے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انہوں نے بہت سے معبود تجویز کر لیے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ خود ساختہ معبود کائنات کے نظم و انتظام میں اللہ کے ساتھ شریک ہیں اور نفع و نقصان پہنچاتے ہیں، زندہ رکھنے اور مارنے کی ذاتی صلاحیت و قدرت کے مالک ہیں۔ چنانچہ پوری عرب قوم بتوں کی پرستش میں ڈوب چکی تھی، ہر قبیلہ اور علاقہ کا علیحدہ علیحدہ معبود تھا، بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ہر گھر صنم خانہ تھا۔ حتیٰ کہ خود کعبۃ اللہ کے اندر اور اس کے صحن میں تین سو ساٹھ بت تھے، اس لیے وہ لوگ ایک نبی مرسل کے ذریعہ ہدایت و راہنمائی کے شدید محتاج تھے۔ اس وقت اللہ نے ان پر کرم کیا اور آخر الزمان پیغمبر جناب محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ

﴿وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴾

[الجمعة : 2]

''اُسی نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں، اور انہیں (کفر وشرک کی آلائشوں سے) پاک کرتے ہیں، اور انہیں قرآن وسنت کی تعلیم دیتے ہیں، بے شک وہ لوگ اُن کی بعثت سے قبل صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔''

سورۃ الشوریٰ میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ اِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ﴾ [الشوری: 52]

''(اے میرے نبی!) آپ یقیناً لوگوں کو سیدھی راہ دکھاتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے منصب رسالت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہر ہر پیغام الٰہی جس پیغام کے پہنچانے کا آپ کو مکلف ٹھہرایا گیا تھا اسے پوری ذمہ داری سے پہنچا دیا، اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کی۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾

[المائدة : 67]

''اے رسول! آپ پر آپ کے رب کی جانب سے جو نازل کیا گیا ہے، اسے پہنچا دیجیے، اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو گویا آپ نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا، بے شک اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا ہے۔''

علامہ شوکانی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت ''فتح القدیر'' میں لکھتے ہیں کہ ''بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ'' کے عموم سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر اللہ عزوجل کی طرف سے

واجب تھا کہ ان پر جو کچھ وحی ہو رہی ہے لوگوں تک بے کم و کاست پہنچائیں، اس میں سے کچھ بھی نہ چھپائیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ کے دین کا کوئی حصہ خفیہ طور پر کسی خاص شخص کو نہیں بتایا جو اوروں کو نہ بتایا ہو۔ انتھی۔ [1]

اسی لیے صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ، وَاللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ...﴾ الآية))

''جو کوئی یہ گمان کرے کہ محمد ﷺ نے وحی کا کوئی حصہ چھپا دیا تھا وہ جھوٹا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔'' [2]

پس اللہ تعالیٰ کا دین کامل، مکمل اور اکمل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر احسانِ عظیم ہے، انہیں اب نہ کسی دوسرے دین کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی دوسرے نبی کی۔

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [المائدة : 3]

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور اسلام کو بحیثیت دین تمہارے لیے پسند کر لیا۔''

امام احمد اور بخاری و مسلم وغیرہم نے طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ اے امیر المومنین! آپ لوگ اپنی کتاب میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں کہ اگر وہ ہم پر نازل ہوئی ہوتی تو اس دن کو ہم ''یومِ عید'' بنا لیتے۔

---

1. فتح القدير : 488/1۔
2. صحيح بخاری، كتاب التفسير، رقم : 4612۔

انہوں نے پوچھا، وہ کون سی آیت ہے؟ یہودی نے کہا: ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ... الآیۃ ﴾ تو امیر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں اس دن اور اس وقت کو خوب جانتا ہوں جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ یہ آیت جمعہ کے دن، عرفہ کی شام میں نازل ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب وحکمت یعنی قرآن وسنت دونوں نازل کیے۔ لہٰذا دین کتاب وسنت کا نام ہے۔

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ ﴾ [النجم : 3-4]

''اور وہ اپنی خواہش نفس کی پیروی میں بات نہیں کرتے ہیں۔ وہ تو وحی ہوتی ہے جو ان پر اتاری جاتی ہے۔''

سورۃ النساء میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ﴾ [النساء : 113]

''اور اللہ نے آپ پر کتاب وحکمت یعنی قرآن وسنت دونوں نازل کیا۔''

صاحب ''فتح البیان'' لکھتے ہیں: یہ آیت کریمہ دلیل بین ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وحی ہوتی تھی جو آپ کے دل میں ڈال دی جاتی تھی۔

حدیث نبوی ((تَسْمَعُوْنَ مِنِّيْ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ وَيُسْمَعُ مِمَّنْ يَسْمَعُ مِنْكُمْ)) میں احادیث کو لکھنے، سیکھنے، سکھانے اور دوسروں تک پہنچانے کی تلقین موجود ہے۔

امام نووی تقریب النواوی میں رقمطراز ہیں:

"عِلْمُ الْحَدِيْثُ مِنْ أَفْضَلِ الْقُرْبِ إِلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَكَيْفَ لَا يَكُوْنُ؟ هُوَ بَيَانُ طُرُقِ خَيْرِ الْخَلْقِ وَأَكْرَمِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ"

''رب العالمین کے قریب کرنے والی چیزوں میں سب سے افضل علم حدیث ہے اور یہ کیسے نہ ہو حالانکہ وہ تمام مخلوق میں سے بہترین اور تمام اگلے اور پچھلے لوگوں میں سے معزز ترین شخصیت کے طریقے بیان کرتا ہے۔''

امام زہری سے امام حاکم نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ أَدْبُ اللّٰهِ الَّذِيْ أَدَّبَهُ بِهِ نَبِيَّهُ ﷺ ،وَأَدَّبَ النَّبِيُّ ﷺ أُمَّتَهُ بِهِ،وَهُوَ أَمَانَةُ اللّٰهِ عَلٰى رَسُوْلِهِ لِيُؤَدِّيَهُ عَلٰى مَا أَدّٰى إِلَيْهِ“ [1]

”یہ علم اللہ تعالیٰ کا وہ ادب ہے جو اس نے اپنے پیغمبر ﷺ کو سکھایا اور انہوں نے یہ اپنی امت کو بتایا تو یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے رسول کے پاس امانت ہے کہ اسے وہ اپنی امت تک پہنچائیں۔“

محدثین اور علم حدیث سے شغف رکھنے والوں کی فضیلت میں یہ ارشاد نبوی بہت بڑی دلیل ہے۔

((نَضَّرَ اللّٰهُ إِمْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ۔۔۔)) [2]

”اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش وخرم رکھے جو ہم سے حدیث سن کر یاد کرلے پھر اور لوگوں کو پہنچادے......۔“

مذکورہ حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے لیے تروتازگی کی دعا فرمائی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مسجد خیف منیٰ میں اپنے آخری حج میں کی ہے۔

اور ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے محدثین کی تعدیل فرمائی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا؟ چنانچہ ارشاد فرمایا:

((يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهُ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَأْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ۔۔۔))

---

[1] معرفة علوم الحديث، ص : 63۔

[2] سنن ترمذی، كتاب العلم، رقم الحديث : 2668، عن زيد بن ثابت۔

''اس علم کو ہر زمانہ کے عادل حاصل کریں گے۔ اس میں زیادتی کرنے والوں کی تحریف و تبدیل اور باطل پسندوں کی حیلہ جوئی کو اور جاہلوں کی بے جا تاویلوں کو دور کرتے رہیں گے۔''

امام علی بن المدینی فرماتے ہیں:

''هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ۔''[1]

''وہ اہل حدیث ہیں۔''

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِي . قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنْ خُلَفَائُكَ؟ قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم: اَلَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِي يَرَوْنَ أَحَادِيْثِي وَسُنَّتِي وَيُعَلِّمُوْهَا النَّاسَ .))[2]

''اے اللہ! میرے خلفاء پر رحم فرما۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کے خلفاء کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے۔ میری حدیثوں کو روایت کریں گے۔ اور میری سنتوں کی لوگوں کو تعلیم دیں گے۔''

چنانچہ محدثین نے حدیث وسنت کی تدوین وجمع کے لیے اپنی جہودِ مخلصہ بذل کیں۔ حدیث وسنت کی چھان پھٹک کے لیے اصول وضوابط قائم کیے۔ اصول حدیث اور اسماء الرجال کے نام سے بڑی بڑی ضخیم کتب مرتب کیں جو کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میزہ اور خاصہ ہے۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ فِی الدَّارِيْنِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

((مَنْ حَفِظَ عَلٰى أُمَّتِي أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا يَنْتَفِعُوْنَ بِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ

---

[1] شرف أصحاب الحديث، ص : 27۔

[2] شرف أصحاب الحديث، ص : 31۔

الْقِيَامَةِ فَقِيْهًا عَالِمًا۔)) [1]

''میری امت میں سے جس شخص نے چالیس احادیث جن سے لوگ انتفاع کرتے ہیں، حفظ کرلیں تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اسے زمرۂ فقہاء و علماء سے اٹھائے گا۔''

یہ روایت جن متعدد صحابہ سے مروی ہے ان میں علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابوالدرداء، عبد اللہ بن عمر، ابن عباس، انس بن مالک، ابو ہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کے نام شامل ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ''فِيْ زُمْرَةِ الْفُقَهَاءِ وَالْعُلَمَاءِ'' کے الفاظ مروی ہیں اور ایک روایت میں ''وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيْدًا'' کے الفاظ مروی ہیں اور ابن مسعود کی روایت میں ''قِيْلَ لَهُ ادْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ'' کے الفاظ مروی ہیں۔ جبکہ ابن عمر کی روایت میں ''كُتِبَ فِيْ زُمْرَةِ الْعُلَمَاءِ وَحُشِرَ فِيْ زُمْرَةِ الشُّهَدَاءِ'' کے الفاظ مروی ہیں۔

لیکن یہ روایات عام طور پر ضعیف بلکہ منکر اور موضوع ہیں۔ امام نووی اور حافظ ابن حجر نے تحقیق کرنے کے بعد واضح کیا ہے کہ ان تمام احادیث کی جملہ روایات انتہائی ضعیف اور ناقابل قبول ہیں، اور ان کا ضعف بھی ایسا ہے، جسے تقویت نہیں ہوسکتی۔ [2]

مگر محدثین کی حدیث کے ساتھ محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس حدیث کو بنیاد بنا کر ''اَلْأَرْبَعُوْنَ، اَلْأَرْبَعِيْنَاتُ'' کے نام سے کتب مرتب کردیں۔

الأربعون سے مراد حدیث کی وہ کتاب ہے جس میں کسی ایک باب سے متعلق احادیث یا

---

[1] العلل المتناهية : 111/1۔ المقاصد الحسنة : 411۔

[2] تفصیل کے لیے دیکھیں: المقاصد الحسنة، ص : 411۔ مقدمة الأربعين للنووي، ص : 28۔ 46۔ شعب الإيمان للبيهقي : 271/2، برقم : 1727۔

مختلف ابواب سے یا مختلف اسانید سے چالیس احادیث جمع کی جائیں۔ اس طرح کی تصانیف کا اصل سبب یہی بیان کردہ احادیث ہیں جن میں چالیس احادیث جمع کرنے والے کے لیے بہت فضیلت بیان کی گئی ہے اور اسے بشارت دی گئی ہے۔ اس طرز پر تصنیف کرنے والوں میں اولین کتاب امام عبداللہ بن المبارک (م 181ھ) کی ہے۔ اسی طرح حافظ ابونعیم (م 430ھ)، حافظ ابوبکر آجری (م 360ھ)، حافظ ابواسماعیل عبداللہ بن محمد الہروی (م 481ھ)، ابوعبدالرحمٰن السلمی (م 412ھ)، حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن المعروف ابن عساکر (م 571ھ) اور حافظ محمد بن محمد الطائی (م 555ھ) نے "اَلْأَرْبَعِيْنَ فِيْ إِرْشَادِ السَّائِرِيْنَ إِلَى مَنَازِلِ الْمُتَّقِيْنَ"، حافظ عفیف الدین ابوالفرج محمد عبدالرحمٰن المقری (م 618ھ) نے "أَرْبَعِيْنَ فِي الْجِهَادِ وَالْمُجَاهِدِيْنَ"، حافظ جلال الدین السیوطی (م 911ھ) نے "أَرْبَعُوْنَ حَدِيْثًا فِيْ قَوَاعِدِ الْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ وَفَضَائِلِ الْأَعْمَالِ"، حافظ عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (م 656ھ) نے "اَلْأَرْبَعُوْنَ الْأَحْكَامِيَّةِ"، حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی (م 852ھ) نے "اَلْأَرْبَعُوْنَ الْمُنْتَقَاةُ مِنْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ"، ابوالمعالی الفارسی نے "اَلْأَرْبَعُوْنَ الْمُخَرَّجَةُ فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰى لِلْبَيْهَقِيِّ" اور حافظ محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی (م 902ھ) نے "اَرْبَعُوْنَ حَدِيْثًا مُنْتَقَاةٌ مِّنْ كِتَابِ الْأَدَبِ الْمُفْرَدِ لِلْبُخَارِيِّ" تحریر کی۔ کتب اربعین میں سب سے زیادہ متداول اربعین نووی ہے۔ اس پر بہت سے علماء کے حواشی، شروحات اور زوائد موجود ہیں۔ اربعین نووی پر ہماری بھی مختصر مگر جامع شرح ہمارے مؤقّر مجلّہ ''دعوت اہل حدیث'' میں چھپ رہی ہے۔

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا

ہمارے زیر سایہ ادارہ انصار السنہ پبلیکیشنز کے رئیس اور ہمارے انتہائی قریبی دوست

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی اور ادارہ کے رفیق سفر اور ہمارے انتہائی قابل اعتماد شخصیت حافظ حامد محمود الخضری، ہمارے ان دونوں بھائیوں کی کئی ایک موضوعات پر کتب اہل علم اور طلباء سے دادِ تحسین وصول کر چکی ہیں۔ اب انہوں نے مختلف موضوعات پر علی منہج المحدثین اَرْبَعِینَات جمع کی ہیں۔ "اَلْاَرْبَعُوْنَ فِی فَضَائِلِ عَلِيٍّ" زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کام انتہائی مبارک اور نافع ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف، مخرج اور ناشر سب کو اجر جزیل عطا فرمائے اور اس کے نفع کو عام فرما دے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَأَهْلِ طَاعَتِهٖ أَجْمَعِيْنَ .

وکتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنْ لَآ اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . اَمَّا بَعْدُ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾﴾

(التوبة : 88، 89)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''لیکن رسول نے اور ان لوگوں نے جو اس کے ہمراہ ایمان لائے، اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا، اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے سب بھلائیاں ہیں، اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾﴾ (الحشر : 10)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئے، وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جنھوں نے

ایمان لانے میں ہم سے پہل کی اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لیے کوئی کینہ نہ رکھ جو ایمان لائے، اے ہمارے رب! یقیناً تو بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَإِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ إِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝﴾

(البقرة : 137)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو، تو یقیناً وہ ہدایت پا گئے، اور اگر پھر جائیں تو وہ محض ایک مخالفت میں (پڑے ہوئے) ہیں، پس عنقریب اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝﴾ (الفتح : 29)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت ہیں، آپس میں نہایت رحم دل ہیں، تو انھیں اس حال میں دیکھے گا کہ رکوع کرنے والے ہیں، سجدے کرنے والے ہیں، اپنے رب کا فضل اور (اس کی) رضا ڈھونڈتے ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں میں (موجود) ہے، سجدے کرنے کے اثر سے۔ یہ ان کا وصف تورات میں ہے

اور انجیل میں ان کا وصف اس کھیتی کی طرح ہے جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اسے مضبوط کیا، پھر وہ موٹی ہوئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی، کاشت کرنے والوں کو خوش کرتی ہے، تاکہ وہ ان کے ذریعے کافروں کو غصہ دلائے، اللہ نے ان لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے بڑی بخشش اور بہت بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔''

حدیث 1

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ خَطَبَ النَّاسَ بِالْجَابِيَةِ، فَقَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَقَامِي فِيكُمْ، فَقَالَ: اسْتَوْصُوا بِأَصْحَابِي خَيْرًا، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَبْتَدِءُ بِالشَّهَادَةِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا، فَمَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ بَحْبَحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ، وَهُوَ مِنَ الاثْنَيْنِ أَبْعَدُ، لَا يَخْلُوَنَّ أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمَا، وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ، فَهُوَ مُؤْمِنٌ.)) [1]

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ''جابیہ'' کے مقام پر خطبہ دیتے ہوئے کہا: ایک دفعہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان اسی طرح کھڑے ہوئے، جیسے میں تمہارے درمیان کھڑا ہوں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں اپنے صحابہ کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں، اور ان لوگوں کے بارے میں بھی جو ان کے بعد ہوں گے اور ان لوگوں کے بارے میں

[1] مسند احمد : 18/1، رقم : 114، مستدرك حاكم : 113/1۔ حاکم نے اسے ''شیخین کی شرط پر صحیح'' کہا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

بھی جو (تابعین) کے بعد ہوں گے، (ان سے حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں)، اس کے بعد جھوٹ اس قدر عام ہو جائے گا کہ ایک آدمی گواہی طلب کیے جانے سے پہلے گواہی دینے لگے گا، پس تم میں سے جو آدمی جنت میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنے کا التزام کرے، کیونکہ شیطان ہر اس آدمی کے ساتھ رہتا ہے جو اکیلا ہو، اور وہ شیطان دو آدمیوں سے ذرا دور ہو جاتا ہے، تم میں سے کوئی آدمی کسی غیر محرم عورت کے ساتھ علیحدگی اختیار نہ کرے، کیونکہ ایسے دو افراد کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے اور جس آدمی کو نیکی کر کے خوشی اور گناہ کر کے پریشانی ہو وہ مومن ہے۔"

حدیث 2

((وَعَنْ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنِّىْ اَجِدُ فِى التَّوْرَاةِ مَكْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، لَا فَظٌّ، وَلَا غَلِيْظٌ، وَلَا سَخَّابٌ فِى الْاَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِىْ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ، وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ، وَيَصْفَحُ أُمَّتُهُ، الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِىْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ، وَيُكَبِّرُوْنَهُ عَلٰى كُلِّ نَجْدٍ، يَأْتَزِرُوْنَ اِلٰى اَنْصَافِهِمْ، وَيُوَضِّئُوْنَ اَطْرَافَهُمْ، صَفُّهُمْ فِى الصَّلَاةِ وَصَفُّهُمْ فِى الْقِتَالِ سَوَاءٌ، مُنَادِيْهِمْ يُنَادِىْ فِىْ جَوِّ السَّمَآءِ لَهُمْ فِىْ جَوْفِ اللَّيْلِ دَوِىٌّ كَدَوِىِّ النَّحْلِ، مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ، وَمُهَاجَرُهٗ بِطَابَةَ، وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ.)) [1]

"اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے تورات میں لکھا ہوا پایا: محمد ﷺ اللہ کے رسول ہوں گے، نہ تیز مزاج نہ ترش رو، بازاروں میں شور وشغب کرنے

---

[1] سنن دارمی، رقم: 5، شرح السنة، رقم الحدیث: 3628۔ محقق نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

والے نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے بلکہ معاف کرنے والے اور درگزر کرنے والے ہوں گے۔ اُن کی امت بہت زیادہ حمد و ثنا کرنے والی ہوگی۔ ہر جگہ وہ اللہ کی حمد و ثنا بیان کریں گے۔ ہر اونچی جگہ پر (چڑھتے ہوئے) اللہ اکبر کہیں گے۔ اُن کے تہ بند پنڈلیوں تک ہوں گے، اپنے اعضاء کا وضو کریں گے، نماز اور قتال کے لیے ایک ہی طرح صف بنائیں گے۔ اُن کا منادی (یعنی مؤذن) کھلی فضا میں اذان دے گا۔ آدھی رات کے وقت اُن کے اذکار کی آواز شہد کی مکھیوں کی طرح آہستہ ہوگی۔ اس رسول کی جائے پیدائش مکہ ہوگی، جائے ہجرت طابہ (یعنی مدینہ منورہ) اور اُس کی حکومت کی سرحدیں شام تک پہنچیں گی۔''

حدیث 3

((وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ كَلَامٌ، فَقَالَ خَالِدٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: تَسْتَطِيلُونَ عَلَيْنَا بِأَيَّامٍ سَبَقْتُمُونَا بِهَا، فَبَلَغَنَا أَنَّ ذٰلِكَ ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: دَعُوا لِي أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنْفَقْتُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ـ أَوْ مِثْلَ الْجِبَالِ ـ ذَهَبًا مَا بَلَغْتُمْ أَعْمَالَهُمْ.)) [1]

''اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ما بین کچھ تلخ کلامی سی ہوگئی، سیّدنا خالد رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا: تم ہمارے اوپر محض اس لیے زبان درازی کرتے ہو کہ تم ہم سے کچھ دن پہلے اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ جب اس بات کا نبی

[1] مسند احمد: 366/3، رقم: 13812، الأحاديث المختارة، رقم: 2046۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

کریم ﷺ سے ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میرے لیے ہی میرے صحابہ کو کچھ نہ کہا کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم احد پہاڑ یا کئی پہاڑوں کے برابر سونا بھی خرچ کردو تم ان کے اعمال یعنی درجوں تک نہیں پہنچ سکتے۔''

حدیث 4

((وَعَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: صَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قُلْنَا: لَوِ انْتَظَرْنَا حَتّٰى نُصَلِّيَ مَعَهُ الْعِشَاءَ، قَالَ: فَانْتَظَرْنَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا، فَقَالَ: مَا زِلْتُمْ هَاهُنَا، قُلْنَا: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قُلْنَا: نُصَلِّي مَعَكَ الْعِشَاءَ، قَالَ: أَحْسَنْتُمْ أَوْ أَصَبْتُمْ. ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ قَالَ: وَكَانَ كَثِيرًا مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ: النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتٰى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَتْ أَصْحَابِي أَتٰى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ.)) [1]

''اور سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مغرب کی نماز ادا کی، پھر ہم نے کہا کہ بہتر ہوگا کہ ہم کچھ انتظار کرلیں اور آپ کی معیت میں عشاء کی نماز ادا کرکے جائیں۔ چنانچہ ہم انتظار کرنے لگے۔ آپ ﷺ ہماری طرف تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: کیا تم یہیں ٹھہرے رہے؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! بس ہم نے

[1] مسند احمد: 398/4، رقم: 19066۔ صحیح ابن حبان، رقم: 7249۔ ابن حبان اور شیخ شعیب رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سوچا کہ ہم عشاء کی نماز بھی آپ کی معیت میں ادا کرلیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے اچھا کیا۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بھی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر آسمان کی طرف سر اٹھایا کرتے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ ستارے آسمان کے امین (نگران و محافظ) ہیں، جب یہ تارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان پر وہ کیفیت طاری ہو جائے گی، جس کا اس کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے، یعنی آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ میں بھی اپنے صحابہ کے لیے اسی طرح امین ہوں، جب میں دنیا سے چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ فتنے اور آزمائشیں آجائیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور میرے صحابہ بھی میری امت کے لیے امین اور محافظ ہیں، جب میرے صحابہ اس دنیا سے رخصت ہوجائیں گے تو میری امت پر ان فتنوں کا دور شروع ہو جائے گا، جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔''

حدیث 5

((وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رضی اللہ عنہ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: طُوْبٰى لِمَنْ رَآنِيْ، وَطُوْبٰى لِمَنْ رَأَى مَنْ رَأٰنِيْ، وَلِمَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ وَاٰمَنَ بِيْ.)) [1]

''اور حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مبارک ہو جس نے مجھے دیکھا (یعنی صحابی) اور مجھ پر ایمان لایا، اور مبارک ہواُسے جس نے اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا ہے (یعنی تابعی) اور ایمان لایا، اور مبارک ہواُسے جس نے صحابی کو دیکھنے والے (یعنی تبع تابعین) کو دیکھا اور ایمان لایا۔''

[1] سلسلة الاحاديث الصحيحة، رقم الحديث: 1254.

حدیث 6

((وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِيْ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ .)) [1]

''اور سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میرے صحابہ کو سب وشتم نہ کرنا، کیونکہ ان کا مقام تو یہ ہے کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی جبل احد کے برابر سونا خرچ کرے، تو وہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک مدیا نصف مد تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔''

حدیث 7

((وَعَنْ طَارِقِ بْنِ اَشْيَمَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: بِحَسْبِ أَصْحَابِي الْقَتْلُ .)) [2]

''اور سیّدنا طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرے صحابہ کا شہید ہو جانا ہی کافی ہے۔''

حدیث 8

((وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ اَسْقَعَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَزَالُوْنَ مَا دَامَ فِيْكُمْ مَّنْ رَاٰنِيْ وَصَاحَبَنِيْ، وَاللّٰهِ لَا تَزَالُوْنَ بِخَيْرٍ مَّا دَامَ فِيْكُمْ مَّنْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِيْ، وَاللّٰهِ لَا تَزَالُوْنَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيْكُمْ مَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ وَصَاحَبَ

---

[1] صحيح مسلم، رقم: 221/254، مسند احمد: 11/3، رقم: 11079 .

[2] مسند احمد: 472/3، رقم: 15876، مصنف ابن ابی شيبة: 92/15۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِی .))[1]

''اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے دیکھا اور میری صحبت پائی (یعنی صحابی) جب تک وہ شخص تمہارے درمیان موجود رہے گا تم ہمیشہ خیر پر رہو گے۔ اللہ کی قسم! جس نے میرے صحابی کو دیکھا اور اُس کی صحبت پائی (یعنی تابعی) جب تک وہ تمہارے درمیان موجود رہے گا تم لوگ ہمیشہ خیر پر رہو گے۔ اللہ کی قسم! جس نے تابعی کو دیکھا (یعنی تبع تابعی) اور اُس کی صحبت پائی جب تک وہ تمہارے درمیان موجود رہے گا تم لوگ ہمیشہ خیر پر رہو گے۔''

حدیث 9

((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ فِی قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ ﷺ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، فَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِی قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ، فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهِ يُقَاتِلُونَ عَلٰى دِينِهِ، فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا، فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ، وَمَا رَأَوْا سَيِّئًا، فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ سَيِّءٌ .))[2]

''اور سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو اس نے قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں کے قلوب میں بہتر پایا، اس لیے اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لیے منتخب کر لیا اور ان کو رسالت کے ساتھ مبعوث

---

[1] سلسلة الاحاديث الصحيحة، رقم الحديث : 3283 .

[2] مسند احمد : 379/1، رقم : 3600، معجم كبير للطبرانی ، رقم : 8582۔ شیخ شعیب نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

کیا۔ پھر اس نے اس دل کے انتخاب کے بعد باقی بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی اور اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلوب کو تمام انسانوں کے قلوب سے بہتر پایا، اس لیے اس نے انہیں اپنے نبی کے وزراء (اور ساتھی) بنا دیا، جو اس کے دین کے لیے قتال کرتے ہیں۔ پس مسلمان جس بات کو بہتر سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی بہتر ہی ہوتی ہے اور مسلمان جس بات کو برا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی بری ہی ہوتی ہے۔''

حدیث 10

((وَعَنْ اَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: یَاْتِی عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ، یَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَیُقَالُ لَهُمْ: فِیکُمْ مَنْ رَاٰی رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَیَقُولُونَ: نَعَمْ، فَیُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ یَغْزُو فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ، فَیُقَالُ لَهُمْ: فِیکُمْ مَنْ رَاٰی مَنْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَیَقُولُونَ: نَعَمْ، فَیُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ یَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَیُقَالُ لَهُمْ: هَلْ فِیکُمْ مَنْ رَاٰی مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَیَقُولُونَ: نَعَمْ، فَیُفْتَحُ لَهُمْ.)) [1]

''اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جب ان کے لشکر جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا آدمی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو (یعنی صحابی رضی اللہ عنہ)؟ وہ کہیں گے، ہاں، تو اس کی برکت سے فتح ہوگی۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں کئی جماعتیں جہاد کریں گی اور ان سے

---

[1] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل صحابة، ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم، رقم: 6467.

پوچھا جائے گا، کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو؟ وہ کہیں گے ہاں۔ چنانچہ اس کی برکت سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا جب جماعتیں جہاد کریں گی تو ان سے پوچھا جائے گا، تمہارے درمیان کوئی ایسا آدمی ہے جس نے تابعی کو دیکھا ہو؟ وہ کہیں گے ہاں۔ چنانچہ اس کی برکت سے انہیں فتح حاصل ہوگی۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب

حدیث 11

((وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ قَالَ: خَلَّفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِیَّ بْنَ اَبِی طَالِبٍ، فِیْ غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! تُخَلِّفُنِی فِیْ النِّسَاءِ وَالصِّبْیَانِ؟ فَقَالَ: اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَكُونَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰی غَيْرَ اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِی.)) [1]

''اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نائب بنا کر پیچھے (مدینہ میں) چھوڑا۔ وہ کہنے لگے: اللہ کے رسول! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا میرے ساتھ وہی مقام ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کا تھا، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

[1] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: 6218.

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت

حدیث 12

((وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ، عَنْ اَبِیهِ قَالَ: اَمَرَ مُعَاوِیَةُ بْنُ اَبِی سُفْیَانَ سَعْدًا فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسُبَّ اَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ: اَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا، قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَنْ اَسُبَّهُ، لَاَنْ تَكُونَ لِی وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ! یَقُوْلُ لَهُ، خَلَّفَهُ فِی بَعْضِ مَغَازِیهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِیٌّ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! خَلَّفْتَنِی مَعَ النِّسَآءِ وَالصِّبْیَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَكُونَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰی، اِلَّا اَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِی وَسَمِعْتُهُ یَقُوْلُ یَوْمَ خَیْبَرَ: لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَةَ رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ: فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ ادْعُوا لِی عَلِیًّا فَاُتِیَ بِهِ اَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِی عَیْنِهِ وَدَفَعَ الرَّایَةَ اِلَیْهِ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآیَةُ ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآئَنَا وَاَبْنَآئَكُمْ﴾ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِیًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَیْنًا فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ اَهْلِی.)) [1]

''اور حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، کہا: آپ کو اس سے کیا چیز روکتی ہے کہ آپ ابو تراب (حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کو برا کہیں۔ انہوں نے جواب دیا: جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ان

[1] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: 6220.

(حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے کہی تھیں، میں ہر گز انہیں برا نہیں کہوں گا۔ ان میں سے کوئی ایک بات بھی میرے لیے ہوتو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند ہوگی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، آپ ان سے (اس وقت) کہہ رہے تھے جب آپ ایک جنگ میں ان کو پیچھے چھوڑ کر جا رہے تھے اور علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تھا: اللہ کے رسول آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہارا میرے ساتھ وہی مقام ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا، مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ اسی طرح خیبر کے دن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا: اب میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ کہا: پھر ہم نے اس بات (کا مصداق جاننے) کے لیے اپنی گردنیں اٹھا اٹھا کر (ہر طرف) دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی کو میرے پاس بلاؤ۔ انہیں شدید آشوب چشم کی حالت میں لایا گیا۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور جھنڈا انہیں عطا فرما دیا۔ اللہ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح کر دیا اور جب یہ آیت اتری: (تو آپ کہہ دیں: آؤ) ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو بلا لیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔''

اہل بیت کا تقویٰ اختیار کرنے کا بیان

حدیث 13

((وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ قَالَ: انْطَلَقْتُ اَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ

وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ إِلَى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، فَلَمَّا جَلَسْنَا إِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: لَقَدْ لَقِيتَ، يَا زَيْدُ! خَيْرًا كَثِيرًا، رَأَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَسَمِعْتَ حَدِيثَهُ، وَغَزَوْتَ مَعَهُ، وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ لَقَدْ لَقِيتَ، يَا زَيْدُ! خَيْرًا كَثِيرًا، حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ! مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي وَقَدُمَ عَهْدِي، وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ أَعِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوا، وَمَا لَا، فَلَا تُكَلِّفُونِيهِ، ثُمَّ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا، بِمَاءٍ يُدْعٰى خُمًّا، بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، وَوَعَظَ، وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ! فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدٰى وَالنُّورُ، فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: وَأَهْلُ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ يَا زَيْدُ! أَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلٰكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ، قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ، وَآلُ عَقِيلٍ، وَآلُ جَعْفَرٍ، وَآلُ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُلُّ هٰؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ.)) [1]

''اور یزید بن حیان سے روایت ہے کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم

[1] صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، رقم: 6225.

(تینوں) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ جب ہم ان کے قریب بیٹھ گئے تو حصین نے ان سے کہا: زید! آپ کو خیر کثیر حاصل ہوئی، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، ان کی بات سنی، ان کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور ان کی اقتدار میں نمازیں پڑھیں۔ زید! آپ کو خیر کثیر حاصل ہوئی ہے۔ زید! ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی (کوئی) حدیث سنایئے۔ (حضرت زید رضی اللہ عنہ نے) کہا: بھتیجے! میری عمر زیادہ ہوگئی، زمانہ بیت گیا، رسول اللہ کی جو احادیث یاد تھیں ان میں سے کچھ بھول چکا ہوں، اب جو میں بیان کروں اسے قبول کرو اور جو (بیان) نہ کرسکوں تو اس کا مجھ مکلّف نہ ٹھہراؤ۔ پھر کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ایک پانی کے کنارے جسے خم کہا جاتا تھا، ہمیں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی اور وعظ ونصیحت فرمائی، پھر فرمایا: اس کے بعد، لوگو! سن رکھو کہ میں ایک انسان ہوں، قریب ہے کہ اللہ کا قاصد (اس کا بلاوا لے کر) میرے پاس آئے گا اور میں لبیک کہوں گا۔ میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ان میں سے پہلی کتاب اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ تو اللہ کی کتاب کو لے لو اور اسے مضبوطی سے تھام لو! آپ نے کتاب اللہ پر بہت زور دیا اور اس کی ترغیب دلائی، پھر فرمایا: اور میرے اہل بیت۔ میں اپنے اہل بیت کے معاملے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے معاملے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے معاملے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں۔ حصین نے ان سے کہا: زید! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج آپ کے اہل بیت نہیں؟ انہوں نے کہا: آپ کی ازواج آپ کے اہل بیت میں سے ہیں لیکن آپ کے اہل بیت میں ہر وہ شخص شامل ہے جس پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ اس نے کہا: وہ کون

ہیں؟ (حضرت زید رضی اللہ عنہ نے) کہا: وہ آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس ہیں۔ اس نے پوچھا: یہ سب صدقے سے محروم رکھے گئے ہیں؟ کہا: ہاں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ سے ہے، میں علی سے ہوں

حدیث 14

((وَعَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ ، وَلَا يُؤَدِّيْ عَنِّيْ إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ .)) [1]

''اور حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اعلانِ براءت کے لیے روانہ کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا: علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں۔ (یعنی ہم دونوں ایک ہی گھر کے فرد ہیں) اور کسی کے ساتھ صلح باقی رکھنے یا عہد ختم کرنے کا حق میری طرف سے کسی کو حاصل نہیں سوائے میرے یا علی رضی اللہ عنہ کے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بچوں میں سب سے پہلے مسلمان

حدیث 15

((وَعَنِ الْحَسَنِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ أَوَّلَ مَنْ آمَنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشَرَةَ أَوْ سِتَّ عَشَرَةَ سَنَةً .)) [2]

---

[1] سنن الترمذی، ابواب المناقب، رقم: 3719، سنن ابن ماجة، رقم: 119۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] مجمع الزوائد، کتاب المناقب: 103/9.

''اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے پہلے (بچوں میں سے) ایمان لانے والے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ تھے، اُس وقت ان کی عمر پندرہ یا سولہ برس کی تھی۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پہاڑوں اور درختوں کو سلام کہتے سنا

حدیث 16

((وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِیْ بَعْضِ نَوَاحِيْهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ اِلَّا هُوَ يَقُوْلُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ .)) [1]

''اور حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ ہم مکہ کی ایک سمت باہر نکلے۔ راستے میں آنے والا کوئی پہاڑ اور درخت ایسا نہیں تھا جس سے یہ نہ کہا ہو السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ!''

نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا نام ابوتراب رکھا

حدیث 17

((وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: إِنْ كَانَتْ أَحَبَّ أَسْمَاءِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ إِلَيْهِ لَأَبُو تُرَابٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ أَنْ يُدْعَى بِهَا، وَمَا سَمَّاهُ أَبُو تُرَابٍ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ، غَاضَبَ يَوْمًا فَاطِمَةَ فَخَرَجَ فَاضْطَجَعَ إِلَى الْجِدَارِ فِي الْمَسْجِدِ فَجَائَهُ النَّبِيُّ ﷺ يَتْبَعُهُ فَقَالَ: هُوَ ذَا

---

[1] سلسلة الاحاديث الصحيحة، رقم: 2670.

مُضْطَجِعٌ فِي الْجِدَارِ، فَجَائَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَامْتَلَأَ ظَهْرُهُ تُرَابًا، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ وَيَقُولُ: اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ.)) [1]

''اور حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان کی کنیت ''ابوتراب'' سب سے زیادہ پیاری تھی اور اس کنیت سے انہیں پکارا جاتا تو بہت خوش ہوتے تھے کیونکہ یہ کنیت ابوتراب خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔ ایک دن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے خفا ہو کر وہ باہر چلے آئے اور مسجد کی دیوار کے پاس لیٹ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے آئے اور فرمایا کہ یہ تو دیوار کے پاس لیٹے ہوئے ہیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی پیٹھ مٹی سے بھر چکی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیٹھ سے مٹی جھاڑتے ہوئے (پیار سے) فرمانے لگے: ''ابوتراب! اٹھ جاؤ۔''

جنت بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مشتاق ہے

حدیث 18

((وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ الْجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ إِلَى ثَلَاثَةٍ: عَلِيٍّ وَّعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ رضی اللہ عنہم.)) [2]

''اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے: حضرت علی، حضرت عمار اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: 6204.

[2] صحیح الجامع الصغیر للالبانی، رقم: 1594.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا ثواب

حدیث 19

((وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّتِهِ الَّتِي حَجَّ، فَنَزَلَ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ فَأَمَرَ: الصَّلَاةَ جَامِعَةً، فَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: أَلَسْتُ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: أَلَسْتُ أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَهٰذَا وَلِيُّ مَنْ أَنَا مَوْلَاهُ، اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، اللّٰهُمَّ عَادِ مَنْ عَادَاهُ.))[1]

''اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حجۃ الوداع کے موقع پر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ رہے تھے، راستے میں ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ ڈالا، لوگوں کو جمع کرنے کا حکم دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: کیا میں تمام مومنوں کی جانوں سے مقدم نہیں ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کیوں نہیں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا میں دوست ہوں اُس کا یہ بھی دوست ہے۔ اے اللہ! جو اسے دوست رکھے تو بھی اُسے دوست رکھ اور جو اس سے دشمنی کرے تو بھی اس سے دشمنی کر۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مرحب کے ساتھ مقابلہ

حدیث 20

((وَعَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: قَدِمْنَا الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ رَسُولِ

[1] سنن ابن ماجه، ابواب فضائل اصحاب رسول الله ﷺ، رقم: 116، سلسلة الصحيحة، رقم: 1750.

اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً، وَعَلَيْهَا خَمْسُونَ شَاةً لَا تُرْوِيهَا، قَالَ: فَقَعَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى جَبَا الرَّكِيَّةِ، فَاِمَّا دَعَا وَاِمَّا بَصَقَ فِيهَا، قَالَ: فَجَاشَتْ، فَسَقَيْنَا وَاسْتَقَيْنَا، قَالَ: ثُمَّ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَعَانَا لِلْبَيْعَةِ فِيْ اَصْلِ الشَّجَرَةِ، قَالَ: فَبَايَعْتُهُ اَوَّلَ النَّاسِ، ثُمَّ بَايَعَ وَبَايَعَ، حَتّٰى اِذَا كَانَ فِي وَسَطٍ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: ((بَايِعْ يَا سَلَمَةُ)) قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُكَ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فِيْ اَوَّلِ النَّاسِ، قَالَ: ((وَاَيْضًا)) قَالَ: وَرَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَزِلًا يَعْنِي لَيْسَ مَعَهُ سِلَاحٌ، قَالَ: فَاَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَجَفَةً، اَوْ دَرَقَةً، ثُمَّ بَايَعَ، حَتّٰى اِذَا كَانَ فِيْ آخِرِ النَّاسِ قَالَ: ((اَلَا تُبَايِعُنِي يَا سَلَمَةُ)) قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُكَ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فِيْ اَوَّلِ النَّاسِ، وَفِيْ اَوْسَطِ النَّاسِ قَالَ: ((وَاَيْضًا)) قَالَ فَبَايَعْتُهُ الثَّالِثَةَ ثُمَّ قَالَ لِي: ((يَا سَلَمَةُ اَيْنَ)) حَجَفَتُكَ اَوْ دَرَقَتُكَ الَّتِي ((اَعْطَيْتُكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَقِيَنِي عَمِّي عَامِرٌ عَزِلًا، فَاَعْطَيْتُهُ اِيَّاهَا، قَالَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((اِنَّكَ كَالَّذِي قَالَ الْاَوَّلُ اللّٰهُمَّ اَبْغِنِي حَبِيبًا هُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِي)) ثُمَّ اِنَّ الْمُشْرِكِينَ رَاسَلُونَا الصُّلْحَ، حَتّٰى مَشٰى بَعْضُنَا فِيْ بَعْضٍ، وَاصْطَلَحْنَا، قَالَ: وَكُنْتُ تَبِيعًا لِطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ، اَسْقِي فَرَسَهُ، وَاَحُسُّهُ، وَاَخْدُمُهُ وَآكُلُ مِنْ طَعَامِهِ، وَتَرَكْتُ اَهْلِي وَمَالِي، مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ﷺ، قَالَ: فَلَمَّا اصْطَلَحْنَا نَحْنُ وَاَهْلُ مَكَّةَ، وَاخْتَلَطَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ، اَتَيْتُ شَجَرَةً فَكَسَحْتُ شَوْكَهَا،

فَاضْطَجَعْتُ فِیْ اَصْلِهَا ، قَالَ: فَاَتَانِی اَرْبَعَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِّنَ
اَهْلِ مَكَّةَ ، فَجَعَلُوا يَقَعُونَ فِیْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ . فَاَبْغَضْتُهُمْ ،
فَتَحَوَّلْتُ اِلَى شَجَرَةٍ اُخْرٰى ، وَعَلَّقُوا سِلَاحَهُمْ ، وَاضْطَجَعُوا
فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ نَادٰى مُنَادٍ مِنْ اَسْفَلِ الْوَادِی: يَالِلْمُهَاجِرِينَ
قُتِلَ ابْنُ زُنَيْمٍ ، قَالَ: فَاخْتَرَطْتُ سَيْفِی ، ثُمَّ شَدَدْتُ عَلَى
اُولٰٓئِكَ الْاَرْبَعَةِ وَهُمْ رُقُودٌ ، فَاَخَذْتُ سِلَاحَهُمْ فَجَعَلْتُهٗ ضِغْثًا
فِیْ يَدِی ، قَالَ: ثُمَّ قُلْتُ: وَالَّذِی كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ! لَا يَرْفَعُ اَحَدٌ
مِّنْكُمْ رَاْسَهٗ اِلَّا ضَرَبْتُ الَّذِی فِيهِ عَيْنَاهُ ، قَالَ: ثُمَّ جِئْتُ بِهِمْ
اَسُوقُهُمْ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: وَجَاءَ عَمِّی عَامِرٌ بِرَجُلٍ
مِّنَ الْعَبَلَاتِ يُقَالُ لَهٗ مِكْرَزٌ ، يَقُودُهٗ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، عَلَى
فَرَسٍ مُجَفَّفٍ ، فِیْ سَبْعِينَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ رَسُولُ
اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((دَعُوهُمْ يَكُنْ لَهُمْ بَدْءُ الْفُجُورِ وَثِنَاهُ)) فَعَفَا
عَنْهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَهُوَ الَّذِی كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ
وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْم بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ الْآيَةَ
كُلَّهَا قَالَ ثُمَّ خَرَجْنَا رَاجِعِينَ اِلَى الْمَدِينَةِ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا بَيْنَنَا
وَبَيْنَ بَنِی لَحْيَانَ جَبَلٌ وَهُمُ الْمُشْرِكُونَ فَاسْتَغْفَرَ رَسُولُ اللّٰهِ
ﷺ لِمَنْ رَقِیَ هٰذَا الْجَبَلَ اللَّيْلَةَ كَاَنَّهٗ طَلِيعَةٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ
وَاَصْحَابِهٖ قَالَ سَلَمَةُ فَرَقِيتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ
قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِظَهْرِهٖ مَعَ رَبَاحٍ غُلَامِ
رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا مَعَهٗ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ بِفَرَسِ طَلْحَةَ اُنَدِّيهِ مَعَ
الظَّهْرِ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا اِذَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْفَزَارِیُّ قَدْ اَغَارَ عَلَى

ظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَاقَهٗ اَجْمَعَ وَقَتَلَ رَاعِيَهٗ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَبَاحُ خُذْ هٰذَا الْفَرَسَ فَاَبْلِغْهُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَاُخْبِرْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ اَغَارُوا عَلٰى سَرْحِهٖ قَالَ ثُمَّ قُمْتُ عَلٰى اَكَمَةٍ فَاسْتَقْبَلْتُ الْمَدِينَةَ فَنَادَيْتُ ثَلَاثًا يَا صَبَاحَاهْ ثُمَّ خَرَجْتُ فِيْ آثَارِ الْقَوْمِ اَرْمِيهِمْ بِالنَّبْلِ وَارْتَجِزُ اَقُولُ اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ فَاَلْحَقُ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَاَصُكُّ سَهْمًا فِيْ رَحْلِهٖ حَتّٰى خَلَصَ نَصْلُ السَّهْمِ اِلٰى كَتِفِهٖ قَالَ قُلْتُ خُذْهَا وَاَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا زِلْتُ اَرْمِيهِمْ وَاَعْقِرُ بِهِمْ فَاِذَا رَجَعَ اِلَيَّ فَارِسٌ اَتَيْتُ شَجَرَةً فَجَلَسْتُ فِيْ اَصْلِهَا ثُمَّ رَمَيْتُهٗ فَعَقَرْتُ بِهٖ حَتّٰى اِذَا تَضَايَقَ الْجَبَلُ فَدَخَلُوا فِيْ تَضَايُقِهٖ عَلَوْتُ الْجَبَلَ فَجَعَلْتُ اُرَدِّيهِمْ بِالْحِجَارَةِ قَالَ فَمَا زِلْتُ كَذٰلِكَ اَتْبَعُهُمْ حَتّٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ بَعِيرٍ مِنْ ظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا خَلَّفْتُهٗ وَرَاءَ ظَهْرِي وَخَلَّوْا بَيْنِي وَبَيْنَهٗ ثُمَّ اتَّبَعْتُهُمْ اَرْمِيهِمْ حَتّٰى اَلْقَوْا اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِيْنَ بُرْدَةً وَثَلَاثِيْنَ رُمْحًا يَسْتَخِفُّونَ وَلَا يَطْرَحُونَ شَيْئًا اِلَّا جَعَلْتُ عَلَيْهِ آرَامًا مِّنَ الْحِجَارَةِ يَعْرِفُهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰى اَتَوْا مُتَضَايِقًا مِنْ ثَنِيَّةٍ فَاِذَا هُمْ قَدْ اَتَاهُمْ فُلَانُ بْنُ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ فَجَلَسُوا يَتَضَحَّوْنَ يَعْنِي يَتَغَدَّوْنَ وَجَلَسْتُ عَلٰى رَاْسِ قَرْنٍ قَالَ الْفَزَارِيُّ مَا هٰذَا الَّذِي اَرٰى قَالُوا لَقِينَا مِنْ هٰذَا الْبَرْحَ وَاللّٰهِ مَا فَارَقَنَا مُنْذُ غَلَسٍ يَرْمِينَا حَتّٰى انْتَزَعَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ اَيْدِينَا قَالَ فَلْيَقُمْ اِلَيْهِ نَفَرٌ مِّنْكُمْ اَرْبَعَةٌ قَالَ فَصَعِدَ اِلَيَّ مِنْهُمْ اَرْبَعَةٌ فِي الْجَبَلِ قَالَ فَلَمَّا

اَمْكَنُونِی مِنَ الْكَلَامِ قَالَ قُلْتُ هَلْ تَعْرِفُونِی قَالُوا لَا وَمَنْ اَنْتَ
قَالَ قُلْتُ اَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ وَالَّذِی كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا
اَطْلُبُ رَجُلًا مِّنْكُمْ اِلَّا اَدْرَكْتُهٗ وَلَا يَطْلُبُنِی رَجُلٌ مِّنْكُمْ
فَيُدْرِكَنِی قَالَ اَحَدُهُمْ اَنَا اَظُنُّ قَالَ فَرَجَعُوا فَمَا بَرِحْتُ مَكَانِی
حَتّٰی رَاَيْتُ فَوَارِسَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّلُونَ الشَّجَرَ قَالَ فَاِذَا
اَوَّلُهُمُ الْاَخْرَمُ الْاَسَدِیُّ عَلٰی اِثْرِهٖ اَبُوقَتَادَةَ الْاَنْصَارِیُّ وَعَلٰی
اِثْرِهٖ الْمِقْدَادُ بْنُ الْاَسْوَدِ الْكِنْدِیُّ قَالَ فَاَخَذْتُ بِعِنَانِ الْاَخْرَمِ
قَالَ فَوَلَّوْا مُدْبِرِينَ قُلْتُ يَا اَخْرَمُ احْذَرْهُمْ لَا يَقْتَطِعُوكَ حَتّٰی
يَلْحَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ ((قَالَ يَا سَلَمَةُ اِنْ كُنْتَ))
تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتَعْلَمُ اَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ فَلَا
تَحُلْ بَيْنِی وَبَيْنَ الشَّهَادَةِ قَالَ فَخَلَّيْتُهٗ فَالْتَقٰی هُوَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ
قَالَ فَعَقَرَ بِعَبْدِالرَّحْمٰنِ فَرَسَهٗ وَطَعَنَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَتَلَهٗ
وَتَحَوَّلَ عَلٰی فَرَسِهٖ وَلَحِقَ اَبُو قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ
بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَطَعَنَهٗ فَقَتَلَهٗ فَوَالَّذِی كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ ﷺ
لَتَبِعْتُهُمْ اَعْدُو عَلٰی رِجْلَیَّ حَتّٰی مَا وَرَائِی مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ
ﷺ وَلَا غُبَارِهِمْ شَيْئًا حَتّٰی يَعْدِلُوا قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ اِلٰی
شِعْبٍ فِيهِ مَآءٌ يُقَالُ لَهٗ ذُو قَرَدٍ لِيَشْرَبُوا مِنْهُ وَهُمْ عِطَاشٌ قَالَ
فَنَظَرُوا اِلَیَّ اَعْدُو وَرَآئَهُمْ فَخَلَّيْتُهُمْ عَنْهُ يَعْنِی اَجْلَيْتُهُمْ عَنْهُ فَمَا
ذَاقُوا مِنْهُ قَطْرَةً قَالَ وَيَخْرُجُونَ فَيَشْتَدُّونَ فِی ثَنِيَّةٍ قَالَ فَاَعْدُو
فَاَلْحَقُ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَاَصُكُّهٗ بِسَهْمٍ فِی نُغْضِ كَتِفِهٖ قَالَ قُلْتُ
خُذْهَا وَاَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ قَالَ يَا ثَكِلَتْهُ اُمُّهٗ

اَكْوَعُهٗ بُكْرَةَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ يَا عَدُوَّ نَفْسِهٖ اَكْوَعُكَ بُكْرَةَ قَالَ وَاَرْدَوْا فَرَسَيْنِ عَلٰى ثَنِيَّةٍ قَالَ فَجِئْتُ بِهِمَا اَسُوقُهُمَا اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَلَحِقَنِى عَامِرٌ بِسَطِيحَةٍ فِيهَا مَذْقَةٌ مِنْ لَبَنٍ وَسَطِيحَةٍ فِيهَا مَآءٌ فَتَوَضَّاْتُ وَشَرِبْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمَآءِ الَّذِى حَلَّاْتُهُمْ عَنْهُ فَاِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَخَذَ تِلْكَ الْاِبِلَ وَكُلَّ شَیْءٍ اسْتَنْقَذْتُهٗ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَكُلَّ رُمْحٍ وَبُرْدَةٍ وَاِذَا بِلَالٌ نَحَرَ نَاقَةً مِّنَ الْاِبِلِ الَّذِى اسْتَنْقَذْتُ مِنَ الْقَوْمِ وَاِذَا هُوَ يَشْوِى لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ كَبِدِهَا وَسَنَامِهَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ خَلِّنِى فَاَنْتَخِبُ مِنَ الْقَوْمِ مِائَةَ رَجُلٍ فَاَتَّبِعُ الْقَوْمَ فَلَا يَبْقٰى مِنْهُمْ مُخْبِرٌ اِلَّا قَتَلْتُهٗ قَالَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ فِیْ ضَوْءِ النَّارِ فَقَالَ ((يَا سَلَمَةُ اَتُرَاكَ كُنْتَ فَاعِلًا)) قُلْتُ نَعَمْ وَالَّذِى اَكْرَمَكَ فَقَالَ ((اِنَّهُمْ الْآنَ لَيُقْرَوْنَ فِی اَرْضِ غَطَفَانَ)) قَالَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ غَطَفَانَ فَقَالَ نَحَرَ لَهُمْ فُلَانٌ جَزُورًا فَلَمَّا كَشَفُوا جِلْدَهَا رَاَوْا غُبَارًا فَقَالُوا اَتَاكُمُ الْقَوْمُ فَخَرَجُوا هَارِبِينَ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((كَانَ خَيْرَ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ اَبُو قَتَادَةَ وَخَيْرَ رَجَّالَتِنَا سَلَمَةُ)) قَالَ ثُمَّ اَعْطَانِى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَهْمَيْنِ سَهْمَ الْفَارِسِ وَسَهْمَ الرَّاجِلِ فَجَمَعَهُمَا لِی جَمِيعًا ثُمَّ اَرْدَفَنِى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَرَآئَهٗ عَلَى الْعَضْبَآءِ رَاجِعِينَ اِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيرُ قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا يُسْبَقُ شَدًّا قَالَ فَجَعَلَ يَقُولُ اَلَا مُسَابِقٌ اِلَى الْمَدِينَةِ هَلْ مِنْ مُسَابِقٍ فَجَعَلَ يُعِيدُ ذٰلِكَ قَالَ فَلَمَّا سَمِعْتُ

كَلامَهٗ قُلْتُ اَما تُكْرِمُ كَرِيمًا وَلَا تَهَابُ شَرِيفًا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ يَّكُونَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ بِاَبِى وَاُمِّى ذَرْنِى فِلَاُسَابِقَ الرَّجُلَ قَالَ اِنْ شِئْتَ قَالَ قُلْتُ اذْهَبْ اِلَيْكَ وَثَنَيْتُ رِجْلَىَّ فَطَفَرْتُ فَعَدَوْتُ قَالَ فَرَبَطْتُ عَلَيْهِ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ اَسْتَبْقِى نَفَسِى ثُمَّ عَدَوْتُ فِىْ اِثْرِهٖ فَرَبَطْتُ عَلَيْهِ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ ثُمَّ اِنِّى رَفَعْتُ حَتّٰى اَلْحَقَهٗ قَالَ فَاَصُكُّهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ قُلْتُ قَدْ سُبِقْتَ وَاللّٰهِ قَالَ اَنَا اَظُنُّ قَالَ فَسَبَقْتُهٗ اِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا لَبِثْنَا اِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ حَتّٰى خَرَجْنَا اِلَى خَيْبَرَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَجَعَلَ عَمِّى عَامِرٌ يَرْتَجِزُ بِالْقَوْمِ تَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا فَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا وَاَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ هٰذَا)) قَالَ اَنَا عَامِرٌ قَالَ ((غَفَرَ لَكَ رَبُّكَ)) قَالَ وَمَا اسْتَغْفَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِاِنْسَانٍ يَخُصُّهٗ اِلَّا اسْتُشْهِدَ قَالَ فَنَادٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَلَى جَمَلٍ لَهٗ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ لَوْلَا مَا مَتَّعْتَنَا بِعَامِرٍ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا خَيْبَرَ قَالَ خَرَجَ مَلِكُهُمْ مَرْحَبٌ يَخْطِرُ بِسَيْفِهٖ وَيَقُولُ قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّى مَرْحَبُ شَاكِى السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ اِذَا الْحُرُوبُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ قَالَ وَبَرَزَ لَهٗ عَمِّى عَامِرٌ فَقَالَ قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّى عَامِرٌ شَاكِى السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرٌ قَالَ فَاخْتَلَفَا ضَرْبَتَيْنِ فَوَقَعَ سَيْفُ مَرْحَبٍ فِىْ تُرْسِ عَامِرٍ وَذَهَبَ عَامِرٌ يَسْفُلُ لَهٗ فَرَجَعَ سَيْفُهٗ عَلَى نَفْسِهٖ فَقَطَعَ اَكْحَلَهٗ فَكَانَتْ فِيهَا نَفْسُهٗ قَالَ سَلَمَةُ فَخَرَجْتُ فَاِذَا نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ ﷺ

يَـقُـولُونَ بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ قَتَلَ نَفْسَهُ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ قَالَ ذٰلِكَ)) قَـالَ قُـلْتُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِكَ قَالَ ((كَذَبَ مَـنْ قَالَ ذٰلِكَ بَلْ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ)) ثُـمَّ أَرْسَلَنِي إِلَى عَلِيٍّ وَهُوَ أَرْمَـدُ فَقَالَ ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُّحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أَوْ يُحِبُّهُ الـلّٰهُ وَرَسُولُهُ)) قَـالَ فَـأَتَيْـتُ عَلِيًّا فَجِئْتُ بِهِ أَقُودُهُ وَهُوَ أَرْمَدُ حَتّٰى أَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَبَعَقَ فِي عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ وَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ وَخَـرَجَ مَـرْحَـبٌ فَـقَـالَ قَـدْ عَـلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ شَاكِي السِّلَاحِ بَـطَلٌ مُجَرَّبُ إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ فَقَالَ عَلِيٌّ أَنَا الَّـذِي سَـمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَهْ أُوفِيهِمُ بِـالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ قَالَ فَضَرَبَ رَأْسَ مَرْحَبٍ فَقَتَلَهُ ثُمَّ كَانَ الْفَتْحُ عَلَى يَدَيْهِ .))[1]

''اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں خیبر پہنچے اور ہماری تعداد چودہ سو (1400) تھی اور جب حدیبیہ کا چشمہ پچاس بکریوں کو بھی سیراب نہیں آ سکتا تھا، تو رسول اللہ ﷺ کنویں کی منڈیر پر بیٹھ گئے اور آپ نے دعا فرمائی، یا اس میں اپنا لب مبارک ڈالا، تو وہ جوش مار اٹھا، (پانی بلند ہوگیا) ہم نے خود بھی پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا، پھر رسول اللہ ﷺ نے درخت کے دامن میں بیٹھ کر ہمیں بیعت کرنے کے لیے بلایا، تو میں نے آپ سے لوگوں کے آغاز میں بیعت کر لی، پھر لوگ مسلسل بیعت کرتے رہے، حتیٰ کہ جب آدھے لوگوں نے بیعت کر لی، آپ نے فرمایا:

[1] صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسير، رقم: 4678.

اے سلمہ! بیعت کرو۔ میں نے عرض کیا، میں تو آپ سے بیعت کر چکا ہوں، اے اللہ کے رسول! لوگوں کے آغاز میں، آپ نے فرمایا، دوبارہ کرو۔ آپ نے مجھے عَـزِل یعنی غیر مسلح دیکھا، تو آپ نے مجھے ایک ڈھال عطا فرمائی، پھر آپ بیعت لینے لگے، حتیٰ کہ جب آپ لوگوں کے آخر میں پہنچے، (سب سے بیعت لے لی) آپ نے فرمایا: کیا تو میری بیعت نہیں کرے گا! اے سلمہ۔ میں نے کہا، میں تو آپ کی بیعت کر چکا ہوں، اے اللہ کے رسول! لوگوں کے آغاز میں اور لوگوں کے درمیان، آپ نے فرمایا: پھر بیعت کرو۔ تو میں نے آپ سے تیسری دفعہ بیعت کی، پھر آپ نے مجھے فرمایا: اے سلمہ! میں نے تجھے حَجَفه یا وَرقه ڈھال دی تھی، وہ کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے میرے چچا عامر غیر مسلح ملے، تو وہ میں نے انہیں دے دی، تو آپ (رسول اللہ ﷺ) مسکرا دیے اور فرمایا: تو اس پہلے انسان کی طرح ہے جس نے کہا تھا، اے اللہ مجھے ایسا دوست دے، جو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو۔ پھر مشرکوں نے ہمارے ساتھ صلح کے لیے مراسلت کی تھی، حتیٰ کہ ہم ایک دوسرے کے پاس گئے اور ہم نے صلح کر لی اور میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ کا خادم تھا، میں ان کے گھوڑے کو پانی پلاتا تھا، اس کو کھر کھرا کرتا اور ان کی خدمت کرتا تھا اور ان کے ساتھ کھانا کھاتا تھا اور میں نے اپنا اہل و مال اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے چھوڑ دیا تھا، تو جب ہماری اور اہل مکہ کی صلح ہو گئی اور ہم ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگے، میں ایک درخت کے پاس گیا اور اس کے نیچے کے کانٹوں کو صاف کیا اور اس کے دامن میں لیٹ گیا، تو میرے پاس اہل مکہ میں سے چار مشرک آ گئے اور وہ رسول اللہ ﷺ پر طعن و تشنیع کرنے لگے، تو میں نے ان سے نفرت کی، وہ اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک وادی کے

نشیب سے کسی آواز دینے والے نے آواز دی، اے مہاجرو! ابن زنیم کو قتل کر دیا گیا ہے، تو میں نے اپنی تلوار سونتی، پھر میں نے ان چاروں پر حملہ کر دیا، اور وہ سوئے ہوئے تھے اور میں نے ان کا اسلحہ قبضہ میں لے لیا اور اسے جمع کر کے اپنے ہاتھ میں لے لیا، پھر میں نے کہا، اس ذات کی قسم! جس نے محمد ﷺ کو عزت بخشی، تم میں سے جو بھی اپنا سر اٹھائے گا، میں اس کا وہ حصہ اڑا دوں گا، جس میں اس کے دونوں آنکھیں ہیں (سر قلم کر دوں گا) پھر انہیں ہانک کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا اور میرے چچا عامر عبلات کے مکرز نامی آدمی کو ایک جھل ڈالے گھوڑے پر سوار ہو کر ستر مشرکوں کے ساتھ کھینچ لائے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر نظر دوڑائی اور فرمایا: انہیں چھوڑ دو، تا کہ عہد شکنی کے گناہ کا آغاز تکرار انہیں کی طرف سے ہو۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے انہیں معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ سورۃ فتح کی آیت (نمبر 24) مکمل اتاری۔ ''وہی تو ہے جس نے مکہ کی وادی میں تم سے ان کے ہاتھ روک لیے، اس کے بعد کہ وہ تمہیں ان پر غالب کر چکا تھا اور جو کچھ تم کر رہے تھے، اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔'' پھر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر چل دیئے اور ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا، ہمارے اور بنولحیان کے درمیان ایک پہاڑ حائل تھا اور وہ مشرک تھے اور رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی، جو اس رات کو پہاڑ پر چڑھ کر نبی اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کا پہرہ دے، حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں اس رات اس پر دو یا تین دفعہ سوار ہوا، پھر ہم مدینہ لوٹ آئے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواریوں کو اپنے غلام رباح کے ساتھ روانہ کر دیا اور میں بھی حضرت طلحہ کے گھوڑے پر اس کے ساتھ نکلا کہ میں بتدریج اسے سواریوں کے ساتھ آہستہ آہستہ پانی اور چراگاہ میں لانا چاہتا تھا، جب ہم صبح اٹھے، تو اچانک

عبدالرحمٰن فزاری نے رسول اللہ ﷺ کی سواریوں پر حملہ کر دیا اور انہیں ہانک لے گیا اور ان کے چرواہے کو قتل کر ڈالا، تو میں نے کہا، اے رباح! یہ گھوڑا لو اور اسے طلحہ بن عبیداللہ کو پہنچا دو اور رسول اللہ ﷺ کو بتا دینا کہ مشرکوں نے آپ کے کسی چرنے والے اونٹوں کو لوٹ لیا ہے، پھر میں نے ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر، مدینہ کی طرف رخ کر کے، تین دفعہ آواز دی، یا صباحاہ، پھر میں ان لوگوں کے پیچھے، انہیں تیر مارتے ہوئے نکلا اور میں یہ رجز کہہ رہا تھا، میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی موت کا دن ہے، میں ان میں سے ایک آدمی تک پہنچتا، اس کے پالان پر تیر مارتا، حتیٰ کہ تیر کا پھالا اس کے کندھے تک جا پہنچتا اور میں کہتا، یہ لیجئے اور میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے اور اللہ کی قسم! میں مسلسل ان پر تیر برساتا اور انہیں زخمی کرتا رہا، جب کوئی شہسوار میری طرف پلٹتا، تو میں کسی درخت کے پاس آ کر اس کے دامن میں بیٹھ جاتا، پھر اسے تیر مارتا اور اسے زخمی کر دیتا، حتیٰ کہ یہ لوگ پہاڑ کے تنگ راستہ پر پہنچ، اس کے تنگ راستہ میں داخل ہو گئے، میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور ان پر پتھر گرانے لگا، اس طرح میں نے مسلسل ان کا پیچھے کیے رکھا، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی جتنی بھی سواریاں تھیں، میں ان سب کو اپنے پیچھے چھوڑ گیا اور ان لوگوں نے ان سب کو میرے لیے چھوڑ دیا، پھر میں نے ان پر تیر برساتے ہوئے ان کا تعاقب جاری رکھا، حتیٰ کہ انہوں نے بوجھ کم کرنے کے لیے تیس سے زیادہ چادریں اور تیس سے زیادہ نیزے پھینک دیئے اور وہ جو کچھ بھی پھینکتے، میں بطور علامت ان پر پتھر رکھ دیتا، تاکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی اسے پہچان لیں، حتیٰ کہ وہ گھاٹی کے ایک تنگ موڑ پر پہنچ گئے، تو اچانک ان کے پاس فلاں بن بدر فزاری پہنچ گیا اور وہ بیٹھ کر دوپہر کا کھانا کھانے لگے اور میں پہاڑی کی چوٹی پر

بیٹھ گیا، فزاری نے پوچھا، میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا، اس نے ہمیں بہت تکلیف میں ڈال رکھا ہے، اللہ کی قسم! اس نے منہ اندھیرے سے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا، ہم پر تیر برسا رہا ہے، حتیٰ کہ اس نے ہم سے ہر چیز چھین لی ہے، اس نے کہا، تم میں سے چار افراد اس کی طرف جائیں، تو ان میں سے چار، پہاڑ میں میری طرف چڑھنے لگے، تو جب میرے لیے ان سے گفتگو کرنا ممکن ہو گیا، میں نے کہا، کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا، نہیں، تو کون ہے؟ میں نے کہا، میں سلمہ بن اکوع ہوں، اس ذات کی قسم، جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت بخشی ہے، میں تم سے جس کا بھی تعاقب کروں گا، اس کو جا لوں گا اور تم میں سے کوئی آدمی بھی میرا تعاقب کر کے مجھے پہنچ نہیں سکے گا، ان میں سے ایک نے کہا، میرا یہی خیال ہے، تو وہ لوٹ گئے، میں اپنی جگہ ہی پر تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں کو درختوں کے درمیان آتے ہوئے دیکھ لیا اور ان میں سب سے آگے اخرم رسدی تھا، اس کے پیچھے ابو قتادہ انصاری اور ان کے پیچھے مقداد بن اسود کندی تھا، تو میں نے اخرم کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور وہ لوگ پشت پھیر کر بھاگنے لگے، میں نے کہا، اے اخرم، ان سے بچ کر رہنا (احتیاط کرنا) کہیں تمہیں کاٹ نہ دیں، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی آملیں، انہوں نے (اخرم) نے یہ کہا، اے سلمہ! اگر تمہارا اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے اور تمہیں معلوم ہے، جنت حق ہے اور آگ حق ہے، تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہو، تو میں نے اسے چھوڑ دیا، اس کا اور عبدالرحمٰن کا مقابلہ ہوا اور اس نے عبدالرحمٰن کے گھوڑے کو زخمی کر دیا اور عبدالرحمٰن نے نیزہ مار کر حضرت اخرم کو شہید کر ڈالا، ور ان کے گھوڑے پر جا بیٹھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سوار ابو قتادہ عبدالرحمٰن کو جا ملا اور اسے نیزہ مار کر قتل کر ڈالا اور اس ذات کی قسم، جس

نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت بخشی، میں پیدل دوڑ کر ان کا تعاقب کرتا رہا، حتیٰ کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں سے کوئی اپنے پیچھے نظر نہیں آ رہا تھا اور ان کی کچھ گرد وغبار دکھائی دیتی تھی، حتیٰ کہ غروب شمس سے پہلے وہ پانی کی ایک گھاٹی کی طرف جسے ذوقرد کہا جاتا ہے، بڑھے، تا کہ اس سے پانی پئیں، کیونکہ وہ پیاسے تھے، تو انہوں نے مجھے اپنے پیچھے دوڑتے ہوئے دیکھ لیا اور میں نے انہیں وہاں سے بھگا دیا، یعنی ان کو اس سے ہٹا دیا اور وہ اس سے ایک قطرہ بھی نہ پی سکے اور وہ دوڑتے ہوئے ایک ثنیہ (گھاٹی) سے نکلے اور میں دوڑ کر ایک آدمی تک پہنچ گیا اور اس کے کندھے کے پٹھے پر تیر مارا اور میں نے کہا، لیجئے! اور میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے، اس نے کہا، ہائے اس کی ماں اسے گم پائے، صبح سے تو اکوع ہی ہمارے پیچھے ہے، میں نے کہا، ہاں، اے اپنی جان کے دشمن! صبح سے اکوع ہی تمہارے تعاقب میں ہے اور انہوں نے دو گھوڑے گھاٹی پر چھوڑ دیئے اور میں انہیں ہانک کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے آیا اور مجھے عامر ملے، ان کے پاس ایک مشکیزہ تھا، جس میں تھوڑا سا دودھ تھا اور دوسرے مشکیزہ میں پانی تھا، میں نے وضو کیا اور دودھ پیا، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ اس پانی پر تھے، جس سے میں نے انہیں بھگایا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اونٹوں کو پکڑ چکے تھے اور ہر اس چیز کو جس کو میں نے مشرکوں سے چھڑایا تھا اور ہر نیزہ کو اور ہر چادر کو اور بلال ان اونٹوں میں سے ایک اونٹنی کو نحر کر چکے تھے، جن کو میں نے ان لوگوں سے چھڑایا تھا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کی کلیجی اور کوہان سے کچھ حصہ بھون رہے تھے، میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجئے، میں صحابہ کرام میں سے سو آدمیوں کا انتخاب کروں اور ان لوگوں کا تعاقب کروں اور ان میں سے کسی کو بھی خبر

دینے کے لیے زندہ نہ رہنے دوں، رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے، حتیٰ کہ آگ کی روشنی میں آپ کے نوکدار دانت ظاہر ہو گئے اور آپ نے فرمایا: اے سلمہ! کیا تم یہ سمجھتے ہو یہ کر گزرو گے؟ میں نے کہا، جی ہاں، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو عزت بخشی، آپ نے فرمایا: اس وقت سرزمین غطفان میں ان کی مہمان نوازی ہو رہی ہے۔ تو ایک غطفانی آدمی آیا اور اس نے کہا، فلاں آدمی نے ان کے لیے اونٹ نحر کیا تھا، تو جب انہوں نے اس کا چمڑا اتارا، انہوں نے گردوغبار دیکھا، تو کہنے لگے، مسلمان لوگ آ گئے، تو نکل کر بھاگ کھڑے ہوئے، جب صبح ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج ہمارا بہترین گھڑ سوار ابوقتادہ ہے اور بہترین پیادہ سلمہ ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے دو حصے دیئے، ایک حصہ سوار کا اور ایک حصہ پیدل کا، آپ نے میرے لیے دونوں کو جمع کر دیا، مدینہ کی طرح واپسی میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے عضباء اونٹنی پر بٹھا لیا، اس اثناء میں کہ ہم چل رہے تھے، ایک انصاری آدمی، دوڑ میں کوئی اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا، وہ کہنے لگا، کیا کوئی مدینہ تک دوڑ میں مقابلہ کرے گا،؟ کیا کوئی دوڑ میں مقابلہ کرے گا؟ وہ ان الفاظ کا تکرار کرنے لگا، جب میں نے اس کی بات سنی، میں نے کہا، کیا تم کسی بزرگ کی بزرگی کا لحاظ نہیں کرتے، کسی معزز سے ہیبت نہیں کھاتے؟ اس نے کہا، رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی کا لحاظ نہیں، میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ قربان، مجھے اجازت دیجئے، میں اس آدمی کا دوڑ میں مقابلہ کروں؟ آپ نے فرمایا: تیری مرضی ہے۔ میں نے کہا، چلو، میں تیری طرف آتا ہوں اور میں نے (رکاب سے نکالنے کے لیے) اپنے پاؤں موڑے، پھر چھلانگ لگائی اور دوڑ پڑا، میں نے ایک دو ٹیلے اپنے آپ کو اس سے آگے نکلنے سے روکے رکھا، میں اپنے آپ کو سانس اکھڑنے

سے بچاتا تھا، پھر میں اس کے پیچھے دوڑا اور اپنے آپ کو اس سے ایک دو ٹیلے رو کے رکھا، پھر میں نے اپنی رفتار تیز کی حتیٰ کہ اس کو جا ملا اور اس کے کندھوں کے درمیان پتھر مارا اور میں نے کہا، تم پیچھے رہ جاؤ گے، اللہ کی قسم! اس نے کہا، میرا بھی یہی خیال ہے، (تم آگے نکل جاؤ گے) اور میں اس سے پہلے مدینہ پہنچ گیا، حضرت سلمہ کہتے ہیں، اللہ کی قسم! ہم تین ہی راتیں ٹھہرے، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں خیبر کی طرف چل پڑے اور میرے چچا عامر، لوگوں کو رجز سنانے لگے، اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا، ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے، نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ ہم نماز ادا کرتے اور ہم تیرے فضل و کرم سے بے نیاز نہیں ہو سکتے، اگر ہمارا دشمن سے مقابلہ ہو جائے، تو ہمیں ثابت قدم رکھنا اور ہم پر سکینت نازل فرما۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا، عامر ہوں، آپ نے فرمایا: تیرا رب تجھے بخش دے۔ اور رسول اللہ ﷺ جس انسان کے لیے بھی خصوصی مغفرت طلب کرتے، وہ شہید ہو جاتا، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے اونٹ سے آواز دی، اے اللہ کے نبی! آپ نے ہمیں عامر سے مستفید کیوں نہیں ہونے دیا؟ (آپ نے اس کی شہادت کی دعا فرما دی ہے) تو جب ہم خیبر پہنچے، ان کا سردار مرحب تلوار گھماتا ہوا یہ رجز کہتا ہوا نکلا: خیبر کو خوب معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیار پوش، تجربہ کار، بہادر، جب جنگ و پیکار شعلہ زن ہو۔ سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میرا چچا عامر اس کے سامنے یہ کہتا ہوا آیا۔ خیبر کو خوب معلوم ہے، میں عامر ہوں، ہتھیاروں سے لیس، بہادر، جنگجو، (لڑائیوں میں گھس جانے والا) پھر دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا اور مرحب کی تلوار، عامر کی ڈھال پر جا لگی اور عامر اس کو نیچے سے مارنے لگے اور ان کی تلوار (چھوٹا ہونے کی بنا پر) واپس انہیں ہی آ لگی اور ان کی بڑی شریان

کٹ گئی، جس سے وہ فوت ہو گئے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نکلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ساتھی کہہ رہے تھے، عامر کے عمل رائیگاں گئے، اس نے اپنے آپ کو قتل کر ڈالا، تو میں روتا ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! عامر کے عمل ضائع ہو گئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، یہ کس نے کہا؟ میں نے کہا، آپ کے کچھ ساتھی لوگوں نے، آپ نے فرمایا: جس نے کہا، غلط کہا، بلکہ اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔ پھر آپ نے مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا، جبکہ ان کی آنکھیں دکھتی تھیں اور آپ نے فرمایا: میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے یا اس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں۔ تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں آگے سے پکڑ کر لایا، کیونکہ ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی، حتیٰ کہ میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا، آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب مبارک ڈالا، وہ تندرست ہو گئے اور آپ نے انہیں جھنڈا دے دیا، مرحب یہ کہتا ہوا نمودار ہوا۔ خیبر کو خوب معلوم ہے، میں مرحب ہوں، ہتھیاروں سے لیس، دلیر، آزمودکار، جب حرب و پیکار شعلہ زن آگے بڑھتی ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، میں وہ ہوں، میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے، جنگلوں کے شیر کی طرح خوفناک ڈراؤنا، میں انہیں صاع کے بدلے میں بڑا ناپ دیتا ہوں، یعنی دشمن کو بہت جلد موت کے گھاٹ اتارتا ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کے سر پر تلوار ماری اور اسے قتل کر ڈالا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کے ہاتھوں فتح حاصل ہوئی۔''

نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنت کی مبارکباد دی

حدیث 21

((وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ صَنَعَتْ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَهَنَّيْنَاهُ، ثُمَّ قَالَ: يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ فَدَخَلَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَهَنَّيْنَاهُ، ثُمَّ قَالَ: يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُدْخِلُ رَأْسَهُ تَحْتَ الْوَدِيِّ فَيَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ جَعَلْتَهُ عَلِيًّا۔ فَدَخَلَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ فَهَنَّيْنَاهُ.)) [1]

''اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری خاتون نے نبی کریم ﷺ کی دعوت کی اور کھانا تیار کیا، ہم بھی آپ کے ساتھ تھے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آ رہا ہے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، ہم نے ان کو مبارکباد دی۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک جنتی آدمی تمہارے پاس آنے والا ہے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ ہم نے انہیں مبارک باد دی۔ آپ ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا: تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آنے والا ہے۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ کہہ کر اپنا سر کھجور کے چھوٹے درختوں کے نیچے کر لیا اور فرمایا: اے اللہ! اگر تو چاہے تو آنے والا علی ہو۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، اور ہم نے انہیں بھی مبارک باد دی۔''

[1] مسند احمد بن حنبل، رقم: 11569۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بت شکنی

حدیث 22

((وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ: اِنْطَلَقْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَتَيْنَا الْكَعْبَةَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اجْلِسْ وَصَعِدَ عَلٰى مَنْكِبَيَّ، فَذَهَبْتُ لِأَنْهَضَ بِهِ، فَرَأَى مِنِّيْ ضُعْفًا، فَنَزَلَ، وَجَلَسَ لِيْ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: اصْعَدْ عَلٰى مَنْكِبَيَّ، قَالَ: فَصَعِدْتُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ، قَالَ فَنَهَضَ بِيْ، قَالَ فَإِنَّهُ يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنِّيْ لَوْ شِئْتُ لَنِلْتُ أُفُقَ السَّمَاءِ، حَتَّى صَعِدْتُ عَلَى الْبَيْتِ، وَعَلَيْهِ تِمْثَالُ صُفْرٍ أَوْ نُحَاسٍ، فَجَعَلْتُ أُزَاوِلُهُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ، حَتّٰى إِذَا اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ، قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اقْذِفْ بِهِ فَقَذَفْتُ بِهِ، فَتَكَسَّرَ كَمَا تَتَكَسَّرُ الْقَوَارِيْرُ، ثُمَّ نَزَلْتُ، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَسْتَبِقُ حَتَّى تَوَارَيْنَا بِالْبُيُوْتِ خَشْيَةَ أَنْ يَلْقَانَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ .))[1]

''اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل پڑا، یہاں تک کہ ہم کعبہ کے پاس آئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: بیٹھ جاؤ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کندھوں پر چڑھ گئے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اٹھنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ میں کمزوری محسوس کی اور میرے کندھوں سے اتر

---

[1] مسند احمد: 84/1، رقم: 644، مصنف ابن أبي شيبة: 404/7، رقم: 36896، مسند ابی یعلی: 155/1، رقم: 287، السنن الكبرى للنسائی: 142/5، 1430، مستدرك حاكم: 5/3، رقم: 4265۔ احمد شاکر نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

گئے۔ پھر آپ ﷺ خود میرے لیے نیچے بیٹھے اور (مجھے) فرمایا: تم میرے کندھوں پر چڑھو۔ سو میں آپ ﷺ کے کندھوں پر چڑھ گیا۔ آپ مجھے لے کر اٹھے۔ آپ ﷺ کے کندھوں پر چڑھ کر میں یہ سوچ رہا تھا کہ میں چاہوں تو آسمان کے افق پر جا پہنچوں، یہاں تک کہ میں خانہ کعبہ پر چڑھ گیا، وہاں پیتل یا تانبے کے بت تھے، میں نے انہیں اپنے دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے اکٹھا کر کے ایک جگہ ڈھیر لگالیا۔ اب مجھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انہیں پھینک دو۔ چنانچہ میں نے انہیں پھینک دیا تو وہ اس طرح ٹوٹ گئے جس طرح شیشہ ٹوٹتا ہے۔ پھر میں نیچے اتر آیا، اب میں اور اللہ کے رسول ﷺ دوڑنے لگے، حتیٰ کہ ہم آبادی میں چھپ گئے، اس ڈر سے کہ ہمیں کوئی دیکھ نہ لے۔“

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی راہنمائی

حدیث 23

((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِأَخِيهِ: ارْكَبْ إِلَى هَذَا الْوَادِي، فَاعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ، ثُمَّ ائْتِنِي، فَانْطَلَقَ الْأَخُ حَتَّى قَدِمَهُ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي ذَرٍّ فَقَالَ لَهُ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ، فَقَالَ: مَا شَفَيْتَنِي مِمَّا أَرَدْتُ، فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ، فِيهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ ﷺ وَلَا يَعْرِفُهُ، وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ حَتَّى أَدْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ، فَاضْطَجَعَ فَرَآهُ عَلِيٌّ فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ، فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ

فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ، حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهُ، وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ وَلَا يَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَمْسَى، فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ؟ فَأَقَامَهُ فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ، لَا يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ فَعَادَ عَلِيٌّ عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ فَأَقَامَ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ: أَلَا تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِي أَقْدَمَكَ؟ قَالَ: إِنْ أَعْطَيْتَنِي عَهْدًا وَمِيثَاقًا لَتُرْشِدَنِّي فَعَلْتُ، فَفَعَلَ، فَأَخْبَرَهُ قَالَ: فَإِنَّهُ حَقٌّ وَهُوَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتْبَعْنِي، فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّي أُرِيقُ الْمَاءَ فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتْبَعْنِي حَتَّى تَدْخُلَ مَدْخَلِي، فَفَعَلَ فَانْطَلَقَ يَقْفُوهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي، قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوهُ حَتَّى أَضْجَعُوهُ، وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ قَالَ: وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ، وَأَنَّ طَرِيقَ تِجَارِكُمْ إِلَى الشَّأْمِ؟ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا، فَضَرَبُوهُ وَثَارُوا إِلَيْهِ فَأَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ.)) [1]

[1] صحیح بخاری، کتاب مناقب الأنصار، رقم: 3861، مصنف ابن أبی شیبة: 339/7، 340، رقم: 36587، صحیح ابن حبان: 7133.

''اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق علم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی (اُنیس) سے کہا: اس وادی (مکہ) میں جانے کے لیے سواری تیار کرو (یعنی مکہ جاؤ) اور اس آدمی کے متعلق مجھے معلومات فراہم کرو جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں، تم اس کی باتوں کو غور سے سننا، پھر میرے پاس آنا۔ چنانچہ ان کا بھائی وہاں سے روانہ ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور ان کی باتیں سن کر واپس آیا اور ابوذر رضی اللہ عنہ کو بتایا: میں نے انہیں دیکھا ہے، وہ لوگوں کو اچھے اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں اور میں نے ان سے جو کلام سنا وہ شعر نہیں ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا جو ارادہ تھا تو نے مجھے اس کے متعلق مطمئن نہیں کیا۔ آخر انہوں نے خود رخت سفر باندھا۔ انہوں نے اپنے ساتھ زادِ سفر اور پانی سے بھرا ایک مشکیزہ لیا اور مکہ کے لیے روانہ ہوئے، مسجد حرام میں حاضری دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے لگے۔ وہ آپ کو پہچانتے نہیں تھے اور انہوں نے کسی سے آپ کے متعلق پوچھنا بھی مناسب خیال نہ کیا۔ کچھ رات گزر گئی، وہ لیٹے ہوئے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے۔ جب ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان (کے کہنے پر ان) کے پیچھے پیچھے چلنے لگے، (پھر ان کے ہاں رات گزاری) لیکن کسی نے ایک دوسرے کے متعلق کوئی بات نہ کی، حتیٰ کہ صبح ہوگئی تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنا زادِ راہ اور مشکیزہ اٹھا کر مسجد حرام میں آ گئے۔ یہ دن بھی یوں ہی گزر گیا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے، حتیٰ کہ شام ہوگئی اور وہ سونے کی تیاری کرنے لگے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا، وہ سمجھ گئے کہ ابھی انہیں اپنی منزل مقصود نہیں مل سکی، لہٰذا وہ انہیں وہاں سے پھر اپنے ساتھ لے آئے اور آج بھی کسی

نے ایک دوسرے سے بات نہ کی۔ جب تیسرا دن ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ وہی کام کیا اور انہیں اپنے ساتھ لے گئے اور ان سے پوچھا: کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ آپ کے یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم میری راہنمائی کرنے کا پختہ وعدہ کرو تو میں بیان کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے وعدہ کرلیا تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان سے پورا واقعہ بیان کردیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلاشبہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کے سچے رسول ہیں، اچھا اب صبح کو تم میرے پیچھے پیچھے چلنا، اگر میں نے کوئی ایسی بات دیکھی جس سے مجھے آپ کے متعلق کوئی خطرہ ہوا تو میں کھڑا ہو جاؤں گا، گویا میں نے پیشاب کرنا ہے اور اگر میں چلتا رہوں تو تم بھی میرے پیچھے پیچھے چلتے رہو، حتیٰ کہ جہاں میں داخل ہوں وہاں چلے آنا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا، وہ ان کے پیچھے پیچھے چلتے رہے، حتیٰ کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور وہیں مسلمان ہوگئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا: اب تم (خاموشی سے) اپنی قوم (غفار) میں واپس جاؤ، انہیں (میرے متعلق) خبر دو، حتیٰ کہ تمہارے پاس میرے غلبے کی خبر پہنچ جائے (تو پھر میرے پاس آنا)۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: (نہیں) مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں ان (مشرکین) میں پکار کر کلمہ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ وہ وہاں سے مسجد حرام آئے اور بآواز بلند کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سنتے ہی سارا مجمع ان پر ٹوٹ پڑا اور انہیں اتنا مارا کہ زمین پر گرا دیا۔ اتنے میں عباس (رضی اللہ عنہ) آئے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پر جھک پڑے اور فرمانے لگے: تمہاری ہلاکت ہو، تم جانتے نہیں ہو کہ یہ شخص قبیلہ

غفار سے ہے اور تمہارے تاجروں کے شام جانے کا راستہ اسی طرف ہے؟ اس طرح عباس (رضی اللہ عنہ) نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو ان سے بچایا۔ دوسرے دن پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کیا تو لوگوں نے انہیں بہت مارا اور سارے کافران پر ٹوٹ پڑے تو عباس (رضی اللہ عنہ) آئے اور ان پر جھک پڑے (اور انہیں) بچایا)۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جاں نثاری

حدیث 24

((وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ: إِنِّي لَجَالِسٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ إِذْ أَتَاهُ تِسْعَةُ رَهْطٍ، فَقَالُوْا: يَا أَبَا عَبَّاسٍ! إِمَّا أَنْ تَقُومَ مَعَنَا، وَإِمَّا أَنْ يُخْلُوْنَا هٰؤُلَاءِ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَلْ أَقُومُ مَعَكُمْ، قَالَ: وَهُوَ يَوْمَئِذٍ صَحِيحٌ قَبْلَ أَنْ يَعْمٰى، قَالَ فَابْتَدَءُوا فَتَحَدَّثُوا فَلَا نَدْرِي مَا قَالُوْا، قَالَ: فَجَاءَ يَنْفُضُ ثَوْبَهُ وَيَقُولُ: أُفٍ وَتُفٍ وَقَعُوا فِي رَجُلٍ لَهُ عَشْرٌ، وَقَعُوا فِي رَجُلٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: لَأَبْعَثَنَّ رَجُلًا لَا يُخْزِيهِ اللّٰهُ أَبَدًا، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ۔ قَالَ: فَاسْتَشْرَفَ لَهَا مَنِ اسْتَشْرَفَ، قَالَ: أَيْنَ عَلِيٌّ؟ قَالُوْا: هُوَ فِي الرَّحْلِ يَطْحَنُ، قَالَ: وَمَا كَانَ أَحَدُكُمْ لِيَطْحَنَ، قَالَ: فَجَاءَ وَهُوَ أَرْمَدُ لَا يَكَادُ يُبْصِرُ، قَالَ: فَنَفَثَ فِي عَيْنَيْهِ ثُمَّ هَزَّ الرَّايَةَ ثَلَاثًا فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ، فَجَاءَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ، قَالَ: ثُمَّ بَعَثَ فُلَانًا بِسُورَةِ التَّوْبَةِ، فَبَعَثَ عَلِيًّا خَلْفَهُ فَأَخَذَهَا مِنْهُ، قَالَ: لَا يَذْهَبُ بِهَا إِلَّا رَجُلٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ۔ قَالَ: وَقَالَ لِبَنِي عَمِّهِ: أَيُّكُمْ يُوَالِينِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟ قَالَ: وَعَلِيٌّ مَعَهُ جَالِسٌ فَأَبَوْا فَقَالَ

عَلِيٌّ: أَنَا أُوَالِيكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، قَالَ: أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ قَالَ: فَتَرَكَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ يُوَالِينِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟ فَأَبَوْا قَالَ: فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أُوَالِيكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَقَالَ: أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ قَالَ: وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ خَدِيجَةَ، قَالَ: وَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَوْبَهُ فَوَضَعَهُ عَلٰى عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَحَسَنٍ وَحُسَيْنٍ فَقَالَ ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ قَالَ: وَشَرٰى عَلِيٌّ نَفْسَهُ لَبِسَ ثَوْبَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ نَامَ مَكَانَهُ، قَالَ: وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَرْمُونَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَعَلِيٌّ نَائِمٌ، قَالَ: وَأَبُو بَكْرٍ يَحْسَبُ أَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ، قَالَ: فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَدِ انْطَلَقَ نَحْوَ بِئْرِ مَيْمُونٍ فَأَدْرِكْهُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ فَدَخَلَ مَعَهُ الْغَارَ، قَالَ: وَجَعَلَ عَلِيٌّ يُرْمٰى بِالْحِجَارَةِ كَمَا كَانَ يُرْمٰى نَبِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ يَتَضَوَّرُ قَدْ لَفَّ رَأْسَهُ فِي الثَّوْبِ لَا يُخْرِجُهُ حَتّٰى أَصْبَحَ، ثُمَّ كَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالُوْا: إِنَّكَ لَلَئِيمٌ كَانَ صَاحِبُكَ نَرْمِيهِ فَلَا يَتَضَوَّرُ، وَأَنْتَ تَتَضَوَّرُ، وَقَدِ اسْتَنْكَرْنَا ذٰلِكَ، قَالَ: وَخَرَجَ بِالنَّاسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَخْرُجُ مَعَكَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ نَبِيُّ اللّٰهِ: لَا۔ فَبَكٰى عَلِيٌّ، فَقَالَ لَهُ: أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ، إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ أَذْهَبَ إِلَّا وَأَنْتَ خَلِيفَتِي قَالَ: وَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ: أَنْتَ وَلِيِّي فِي كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي۔ وَقَالَ:

سُدُّوا أَبْوَابَ الْمَسْجِدِ غَيْرَ بَابِ عَلِيٍّ۔ فَقَالَ: فَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ جُنُبًا وَهُوَ طَرِيقُهُ لَيْسَ لَهُ طَرِيقٌ غَيْرُهُ، قَالَ: وَقَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَإِنَّ مَوْلَاهُ عَلِيٌّ۔ قَالَ: وَأَخْبَرَنَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْقُرْآنِ أَنَّهُ قَدْ رَضِيَ عَنْهُمْ عَنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ، هَلْ حَدَّثَنَا أَنَّهُ سَخِطَ عَلَيْهِمْ بَعْدُ، قَالَ: وَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ لِعُمَرَ حِينَ قَالَ: ائْذَنْ لِي فَلْأَضْرِبْ عُنُقَهُ، قَالَ: أَوَكُنْتَ فَاعِلًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ.)) [1]

''اور عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ نو آدمی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے کہا: اے ابوالعباس! یا تو آپ اٹھ کر ہمارے ساتھ چلیں یا یہ لوگ اٹھ جائیں اور ہمیں خلوت دیں، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں تمہارے ساتھ اٹھ جاتا ہوں، عمرو بن میمون کہتے ہیں: ان دنوں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صحت مند تھے، یہ ان کے نابینا ہونے سے قبل کی بات ہے، عمرو کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ابتداء کرتے ہوئے بات کی، ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے کیا کہا؟ کچھ دیر بعد سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے آ گئے، وہ کہہ رہے تھے، ہائے افسوس یہ لوگ اس آدمی پر طعن وتشنیع کرتے ہیں، جسے دس امتیازات حاصل ہیں، یہ اس شخصیت پر معترض ہیں، جس کی بابت نبی کریم ﷺ نے ارشاد

---

[1] مسند احمد: 330/1، 331، رقم: 3061، مستدرك حاكم: 132/3، 133، رقم: 4652، الأحاديث المختارة للضياء المقدسي: 26/13، رقم: 32۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

فرمایا تھا: میں اب ایک ایسے آدمی کو بھیجوں گا جسے اللہ کبھی ناکام نہیں کرے گا، وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: آپ کی یہ بات سن کر بہت سے لوگوں نے گردنیں اوپر کو اٹھائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ بتانے والے نے بتایا کہ وہ اپنے خیمے میں آٹا پیس رہے ہیں، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اب تم میں سے کوئی آدمی یہ کام نہیں کرتا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے اور ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں اور وہ دیکھ بھی نہ سکتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب ڈالا، پھر جھنڈے کو تین بار لہرا کر ان کے حوالے کیا، وہ فتح یاب واپس ہوئے اور قیدیوں میں صفیہ بنت حیی بھی تھیں، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں آدمی کو سورۃ التوبہ دے کر روانہ کیا، اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے روانہ فرمایا، انہوں نے جا کر اس سے سورۃ التوبہ لے لی، اور آپ نے فرمایا تھا اس سورت کو ایسا آدمی لے جائے، جو مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی برادری سے فرمایا تھا کہ تم میں سے کون ہے جو دنیا اور آخرت میں میرا ساتھ دے اور میرے ساتھ رہے؟ علی رضی اللہ عنہ بھی وہیں بیٹھے تھے، لوگوں نے انکار کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں دنیا اور آخرت میں آپ کے ساتھ رہوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا اور آخرت میں تم میرے ساتھ ہی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں چھوڑ کر دوسرے آدمی کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا تم میں سے کون دنیا اور آخرت میں میرا ساتھ دے گا؟ لوگوں نے انکار کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں دنیا اور آخرت میں آپ کے ساتھ رہوں گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دنیا اور آخرت میں میرے ساتھی ہو، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد انہوں نے ہی

سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا کپڑا چادر لے کر علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے اوپر ڈال دی اور فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ......"اللہ تعالیٰ تو صرف یہ ارادہ کرتا ہے کہ اے اہل بیت! تم سے پلیدی دور کر دیں اور تمہیں مکمل طور پر پاک کر دیں۔" (احزاب: 33) اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے لیے اپنی جان کا نذرانہ یوں پیش کیا کہ نبی کریم ﷺ کا لباس زیب تن کر کے ان کی جگہ پر سو گئے، اور مشرکین رسول اللہ ﷺ کو پتھر مار رہے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، علی رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے، انہوں نے سمجھا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں، انہوں نے کہا، اے اللہ کے نبی! تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کے نبی کریم ﷺ تو بئر میمون (ایک کنویں کا نام ہے)، کی طرف تشریف لے گئے ہیں، آپ بھی ان کے پاس چلے جائیں ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی پیچھے پہنچ گئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ چلے اور آپ کے ہم راہ غار میں جا داخل ہوئے، علی رضی اللہ عنہ کو بھی اسی طرح پتھر مارے گئے جیسے نبی کریم ﷺ کو مارے جاتے تھے، اور وہ کپڑے ہی میں کپڑے کے نیچے ہی الٹ پلٹ رہے تھے انہوں نے اپنا سر کپڑے میں اچھی طرح چھپا لیا، سر کو باہر نہ نکالتے تھے، یہاں تک کہ صبح ہوگئی، اس کے بعد انہوں نے اپنے سر سے کپڑا ہٹایا، تو مشرکین نے کہا تم بڑے ذلیل ہو، ہم تمہارے ساتھی کو پتھر مارتے تھے تو وہ اس طرح الٹتے پلٹتے نہ تھے اور تم تو پتھر لگنے پر الٹے سیدھے ہوتے تھے، اور ہمیں یہ بات کچھ عجیب سی لگتی تھی، اور نبی کریم ﷺ صحابہ کو ساتھ لیے تبوک کی طرف روانہ ہوئے، تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی آپ کے ہمراہ جاؤں گا نبی کریم ﷺ نے انکار کر دیا تو وہ رونے لگے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا میرے ساتھ وہی تعلق ہے

جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کا تھا، فرق صرف اتنا ہے کہ تم نبی نہیں ہو، میں جاؤں تو تم میرے خلیفہ نائب کی حیثیت سے یہاں رہو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا میرے بعد تم ہر مومن کے دوست ہو، نیز فرمایا تھا علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کو چھوڑ کر باقی تم سب لوگ اپنے اپنے دروازے بند کر دو، تو علی رضی اللہ عنہ جنابت کی حالت میں بھی مسجد میں داخل ہو جاتے تھے، کیونکہ ان کا اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہ تھا، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا میں دوست ہوں علی رضی اللہ عنہ اس کا دوست ہے، نیز اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن میں بتلایا کہ کہ وہ اصحاب الشجرہ یعنی صلح حدیبیہ کے موقعہ پر درخت کے نیچے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں سے راضی ہے، اور ان لوگوں کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ اس سے بھی واقف ہے، کیا اللہ نے اس کے بعد کسی موقعہ پر فرمایا کہ اب وہ ان سے ناراض ہے؟ نیز جب عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص حاطب بن ابی بلقعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں تو اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: کیا تم ایسا کرو گے، تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نظر ڈالی اور فرمایا اب تم جو چاہو کرتے رہو، تمہارا مؤاخذہ نہیں ہوگا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے شفا کی دعا

حدیث 25

((وَعَنْ عَلِيٍّ، قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا وَجِعٌ، وَأَنَا أَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَجَلِيْ قَدْ حَضَرَ فَأَرِحْنِيْ، وَإِنْ كَانَ آجِلًا فَارْفَعْنِيْ، وَإِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِيْ، قَالَ مَا قُلْتَ؟

فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ، فَضَرَبَنِي بِرِجْلِهِ، فَقَالَ مَا قُلْتَ؟ قَالَ فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَافِهِ، أَوِ اشْفِهِ، قَالَ فَمَا اشْتَكَيْتُ ذٰلِكَ الْوَجَعَ بَعْدُ.)) [1]

''اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے، میں بیمار تھا اور میں کہہ رہا تھا: اے اللہ! اگر میری موت کا وقت آ چکا ہے تو مجھے آرام عطا فرما اور اگر ابھی نہیں آیا تو پھر اس تکلیف کو مجھ سے دور کردے اور اگر یہ آزمائش ہے تو پھر مجھے صبر کی توفیق عطا فرما۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے کیا کہا؟ میں نے آپ کے سامنے یہی بات دہرائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور پھر فرمایا: تم نے کیا کہا؟ میں نے دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بات دہرائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! اسے عافیت دے یا (یہ فرمایا) اے اللہ! اسے شفا دے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تو اس کے بعد مجھے کبھی بھی اس تکلیف کی شکایت نہیں ہوئی۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان کی علامت ہے

حدیث 26

((وَعَنْ زِرٍّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، إِنَّهُ لَعَهِدَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ ﷺ إِلَيَّ: أَنْ لَا يُحِبَّنِيْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضَنِيْ إِلَّا مُنَافِقٌ.)) [2]

---

[1] مسند احمد: 83/1، رقم: 637، سنن ترمذی، رقم: 3564، المشکاة، رقم: 6098۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: 240.

''ثقہ تابعی زر بن حبیش رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ پھاڑا اور جس نے انسان کو پیدا کیا! نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ مجھ سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور صرف منافق ہی مجھ سے نفرت کرے گا۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سنت کو مضبوطی سے تھامنا

حدیث 27

((وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ أُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلَيْهَا قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ ثُمَّ حَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَكَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْلِي ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: مِمَّ ضَحِكْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: مِمَّ ضَحِكْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: يَعْجَبُ الرَّبُّ مِنْ عَبْدِهِ اِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِي، وَيَقُوْلُ: عَلِمَ عَبْدِي أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِي.))[1]

''اور علی بن ربیعہ کہتے ہیں: میں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، ان کے پاس ایک سواری لائی گئی تا کہ وہ اس پر سوار ہوں، جب انہوں نے رکاب میں اپنا پاؤں

[1] مسند احمد: 97/1، رقم: 753، كتاب التوحيد لابن خزيمة: 578/2، 579، رقم: 321، مستدرك حاكم: 98/2، 99، رقم: 2482۔ حاکم اور احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

رکھا تو "بسم اللّٰہ" کہا، جب اس پر سوار ہو گئے تو کہا: ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، وہ ذات پاک ہے، جس نے اس سواری کو ہمارے تابع کر دیا، جبکہ ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں، پھر تین دفعہ اللہ کی حمد اور تین دفعہ اس کی بڑائی بیان کی، پھر کہا: تو پاک ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تحقیق میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، مجھ کو معاف کر دے، پھر وہ ہنسے۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی کیا، جیسے میں نے کیا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے، میں نے کہا تھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رب اپنے بندے پر تعجب کرتا ہے، جب بندہ کہتا ہے: اے میرے رب! مجھے معاف کر دے، تو اللہ کہتا ہے: میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے علاوہ گناہوں کو معاف کرنے والا کوئی نہیں ہے۔"

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس خصوصی روایات

حدیث 28

((وَعَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ قَالَ: کُنْتُ عِنْدَ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ، فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: مَا کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُسِرُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ: فَغَضِبَ، وَقَالَ: مَا کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُسِرُّ اِلَیَّ شَیْئًا یَکْتُمُهُ النَّاسَ، غَیْرَ اَنَّهُ قَدْ حَدَّثَنِی بِکَلِمَاتٍ اَرْبَعٍ، قَالَ: فَقَالَ: مَا هُنَّ یَا اَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ! قَالَ: قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوٰی مُحْدِثًا، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَیَّرَ

مَنَارَ الْاَرْضِ .))❶

''اور حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ایک آدمی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو راز داری سے کیا فرماتے تھے؟ تو (یہ سن کر) سیدنا علی رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے اور فرمانے لگے: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے راز داری کی کوئی ایسی بات نہیں بتائی جسے دوسرے لوگوں سے چھپایا ہو، البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار باتیں بیان کی ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس شخص نے کہا: اے امیر المومنین! وہ کیا ہیں؟ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس شخص پر جو اپنے باپ پر لعنت کرے اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے اور اللہ تعالیٰ کی اس شخص پر لعنت ہے جو کسی بدعتی کو جگہ دے اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس شخص پر جو زمین کے نشانات کو بدلے۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے تعلق

حدیث 29

((وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ، وَقَالَ: بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ .))❷

''اور حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز

❶ صحيح مسلم، كتاب الأضاحى، رقم: 1978، مسند أحمد: 108/1، رقم: 855.
❷ صحيح بخارى، كتاب المناقب، رقم: 3542.

عصر پڑھانے کے بعد (مسجد سے) باہر نکلے تو دیکھا کہ حسن رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں، تو انہوں نے حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھالیا اور فرمایا: میرا باپ تجھ پر قربان ہو، تیری شکل وصورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے، (تیرے باپ) علی (رضی اللہ عنہ) سے نہیں اور اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ (پاس کھڑے) ہنس رہے تھے۔"

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مکہ میں کا اعلانِ برأت

حدیث 30

((وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ حَیْثُ بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ بِبَرَاءَةٍ . فَقَالَ: مَا كُنْتُمْ تُنَادُوْنَ؟ قَالَ: كُنَّا نُنَادِیْ أَنَّهُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ، وَمَنْ كَانَ بَیْنَهُ وَبَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَهْدٌ، فَإِنَّ أَجَلَهُ أَوْ أَمَدَهُ إِلٰى أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ، فَإِذَا مَضَتِ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ فَإِنَّ اللّٰهَ بَرِیْءٌ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلُهُ، وَلَا یَحُجُّ هٰذَا الْبَیْتَ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، قَالَ فَكُنْتُ أُنَادِیْ حَتّٰى صَحِلَ صَوْتِیْ .))[1]

"اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مکہ والوں کی طرف براءت کا اعلان کرنے کے لیے بھیجا تو میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ کسی نے پوچھا: تم کیا اعلان کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہم اعلان کرتے تھے کہ جنت میں صرف مومن شخص ہی داخل ہوگا اور کوئی شخص برہنہ حالت میں بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا اور جس کا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

[1] مسند أحمد: 299/2، رقم: 7977، سنن نسائی، رقم: 2961، مستدرك حاكم: 331/2، رقم: 3275۔ شیخ شعیب نے اسے "حسن" کہا ہے۔

سے عہد و پیمان ہے اس کے لیے چار ماہ کی مدت ہے۔ اس کے گزر جانے کے بعد اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بری ہیں اور نہ ہی اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج کرے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں یہ اعلان کرتا رہا، یہاں تک کہ میری آواز بیٹھ گئی۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر اونٹ نحر کیے

حدیث 31

((وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَحَرَ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ بِيَدِهٖ، ثُمَّ اَعْطٰى عَلِيًّا، فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَأَشْرَكَهٗ فِي هَدْيِهٖ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِي قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَفَاضَ إِلَى الْبَيْتِ فَصَلّٰى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَاَتٰى بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ يَسْقُونَ عَلٰى زَمْزَمَ فَقَالَ انْزِعُوا بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا أَنْ يَّغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلٰى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ فَنَاوَلُوهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ.))[1]

''اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ (63) اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر (یعنی قربان) کیے، باقی (27) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیے، وہ انہوں نے نحر کیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی قربانیوں میں شریک کیا اور پھر ہر اونٹ سے گوشت کا ایک ٹکڑا لینے کا حکم فرمایا اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق) اسے ایک ہنڈیا میں

[1] صحيح مسلم، كتاب الحج، رقم: 2950.

ڈال کر پکایا گیا، پھر آپ ﷺ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ دونوں نے اس گوشت میں سے کھایا اور اس کا شوربا پیا۔‘‘

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ایام تشریق میں تکبیرات کہنا

حدیث 32

((وَعَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ يُكَبِّرُ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ غَدَاةَ عَرَفَةَ، ثُمَّ لَا يَقْطَعُ حَتَّى يُصَلِّيَ الْإِمَامُ مِنْ آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ بَعْدَ الْعَصْرِ.)) [1]

’’شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ عرفہ کے دن نماز فجر سے تکبیرات شروع کرتے تھے اور اس وقت تک کہتے رہتے تھے جب تک کہ امام ایام تشریق کے آخری دن کی نماز نہ پڑھا لیتا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نماز عصر کے بعد بھی تکبیرات کہتے تھے۔‘‘

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اخلاص

حدیث 33

((وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَحَدِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ: أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا حَسَنٍ! كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا، فَأَخَذَ بِيَدِهِ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، فَقَالَ لَهُ:

[1] مستدرك حاكم: 299/1، رقم: 1113- حاکم نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

أَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ ثَلَاثٍ عَبْدُ الْعَصَا، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَرَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَوْفَ يُتَوَفَّى مِنْ وَجَعِهِ هَذَا، إِنِّي لَأَعْرِفُ وُجُوهَ بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ، اذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلْنَسْأَلْهُ فِيمَنْ هَذَا الْأَمْرُ؟ إِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ فَأَوْصَى بِنَا، فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّا وَاللّٰهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَمَنَعَنَاهَا لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ.)) [1]

''اور سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا: ایک دن سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر آئے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرض وفات میں مبتلا تھے، تو لوگوں نے پوچھا: اے ابوالحسن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا: الحمد للہ، اب اچھے ہیں۔ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور کہا: اللہ کی قسم! تم تین دن کے بعد لاٹھی کے غلام (یعنی محکوم) بن جاؤ گے، کیونکہ اللہ کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب آپ اس مرض سے وفات پا جائیں گے، اس لیے کہ میں بنوعبدالمطلب کے چہرے ان کی موت کے وقت پہچانتا ہوں۔ آؤ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس امر کے متعلق دریافت کریں کہ آپ کے بعد کون آپ کا خلیفہ ہوگا؟ اگر آپ نے ہم لوگوں کو خلافت دی تو معلوم ہوجائے گا اور اگر آپ نے کسی دوسرے کو خلافت سونپی تو بھی معلوم ہوجائے گا اور تب آپ اسے ہمارے متعلق حسن سلوک کی وصیت فرما دیں گے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم نے آپ سے اس امر سے متعلق

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: 4447.

دریافت کیا اور آپ نے ہمیں محروم فرمادیا تو آپ کے بعد لوگ ہمیں کبھی خلیفہ نامزد نہیں کریں گے، اللہ کی قسم! میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کے متعلق سوال نہیں کروں گا۔''

حدیث 34

((وَعَنْ أَبِی الْهَیَّاجِ الْأَسَدِیِّ قَالَ: قَالَ لِی عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ: أَلَا أَبْعَثُكَ عَلٰی مَا بَعَثَنِی عَلَیْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهٗ، وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّیْتَهٗ.)) [1]

''اور ثقہ تابعی ابو الہیاج الاسدی کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا؟ (وہ کام یہ ہے) کہ تم کسی تصویر اور مجسّے کو نہ چھوڑنا مگر اسے مٹا دینا اور کسی اونچی قبر کو نہ چھوڑنا مگر اسے ہموار کر دینا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دعا دی

حدیث 35

((وَعَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: فَمَا شَیْءٌ بَلَغَنِی عَنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ یَتَحَدَّثُوْنَهٗ؟ یَقُوْلُوْنَ: ذُوالثُّدَی، وَذُوْ الثُّدَی. قَالَ: قَدْ رَأَیْتُهٗ، وَقُمْتُ مَعَ عَلِیٍّ عَلَیْهِ فِی الْقَتْلٰی، فَدَعَا النَّاسَ فَقَالَ: اَتَعْرِفُوْنَ هٰذَا؟ فَمَا أَكْثَرَ مَنْ جَاءَ یَقُوْلُ: قَدْ رَأَیْتُهٗ فِی مَسْجِدِ بَنِی فُلَانٍ یُصَلِّی، وَرَأَیْتُهٗ فِی مَسْجِدِ بَنِی فُلَانٍ یُصَلِّی، وَلَمْ یَأْتُوْا فِیْهِ

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الأمر بتسویة القبر، رقم :2243.

بِشَیْءٍ یُعْرَفُ إِلَّا ذٰلِكَ . قَالَتْ: فَمَا قَوْلُ عَلِيٍّ حِيْنَ قَامَ عَلَيْهِ كَمَا يَزْعَمُ أَهْلُ الْعِرَاقِ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ . قَالَتْ: هَلْ سَمِعْتَ مِنْهُ أَنَّهُ قَالَ غَيْرَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: اَللّٰهُمَّ لَا . قَالَتْ: أَجَلْ ، صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ ، يَرْحَمُ اللّٰهُ عَلِيًّا أَنَّهُ كَانَ مِنْ كَلَامِهِ لَا يَرَى شَيْئًا يُعْجِبُهُ إِلَّا قَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ ، فَيَذْهَبُ أَهْلُ الْعِرَاقِ يَكْذِبُوْنَ عَلَيْهِ ، وَيَزِيْدُوْنَ عَلَيْهِ فِي الْحَدِيْثِ .))[1]

''اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اہل ذمہ کی جو بات مجھ تک پہنچی ہے اس کا کیا مفہوم ہے؟ وہ کہتے ہیں: ذوالثدی، ذوالثدی، یعنی عورت کے پستان جیسے بازو والا مارا گیا۔ ابن شداد نے کہا: میں نے اسے دیکھا ہے، میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مقتولین کے پاس کھڑا تھا، انھوں نے لوگوں کو بلوا کر پوچھا: کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ تو کوئی آدمی اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکا کہ میں نے اسے بنوفلاں کی مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا ہے اور کوئی آدمی اسے جاننے پہچاننے کے متعلق اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اہل عراق جیسے بیان کرتے ہیں وہاں کھڑے ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا کہا تھا؟ ابن شداد نے کہا: میں نے ان کو وہاں سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا تم نے ان کو اس کے علاوہ بھی کچھ کہتے سنا؟ اس نے کہا: اللہ گواہ ہے کہ میں نے ان سے اس کے علاوہ کچھ نہیں سنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہاں، اللہ اور اس کے رسول کی بات سچ ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اللہ کی رحمت ہو، انھیں جب بھی کوئی بات اچھی لگتی تو کہا کرتے: اللہ اور اس کے

[1] مسند الإمام أحمد : 87/1، البداية والنهاية : 476/7۔ شیخ شعیب نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

رسول کی بات سچ ہے، عراقی لوگ ان پر جھوٹ باندھتے اور ان کی باتوں میں از خود اضافے کر دیتے ہیں۔‘‘

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کو دھویا

حدیث 36

((وَعَنْ سَهْلٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: جُرِحَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ، وَهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ، فَكَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامِ تَغْسِلُ الدَّمَ، وَعَلِيٌّ يُمْسِكُ، فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّ الدَّمَ لَا يَزِيدُ إِلَّا كَثْرَةً أَخَذَتْ حَصِيرًا فَأَحْرَقَتْهُ حَتَّى صَارَ رَمَادًا ثُمَّ أَلْزَقَتْهُ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ.))[1]

’’اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کے متعلق پوچھا گیا جو غزوہ احد میں لگا تھا تو انھوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک زخمی ہوا، آپ کے اگلے دانت بھی متاثر ہوئے اور آپ کے سر مبارک کا خود بھی ٹوٹ گیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خون دھو رہی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون زیادہ بہہ رہا ہے تو انھوں نے چٹائی لی اسے جلایا، حتیٰ کہ وہ راکھ ہوگئی، پھر انھوں نے اس سے زخم بھر دیا تو خون رک گیا۔‘‘

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب لبس البيضة، رقم: 2911.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ میں فرشتے اترے

حدیث 37

((وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قِيْلَ لِعَلِيٍّ وَلِأَبِيْ بَكْرٍ يَوْمَ بَدْرٍ: مَعَ أَحَدِكُمَا جِبْرِيْلُ، وَمَعَ الْآخَرِ مِيْكَائِيْلُ، وَإِسْرَافِيْلُ مَلَكٌ عَظِيْمٌ يَشْهَدُ الْقِتَالَ، أَوْ قَالَ: يَشْهَدُ الصَّفَّ.)) [1]

''ثقہ تابعی ابو صالح حنفی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بدر کے دن حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے کہا گیا: تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل علیہ السلام اور دوسرے کے ساتھ میکائیل علیہ السلام ہیں، اور اسرافیل علیہ السلام ایک عظیم فرشتہ ہے جو جنگ میں یا جنگ کے وقت صف میں حاضر ہوتا ہے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر پتھروں کی بارش برداشت کی

حدیث 38

((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَشَرَى عَلِيٌّ نَفْسَهُ، لَبِسَ ثَوْبَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، ثُمَّ نَامَ مَكَانَهُ، قَالَ: وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَرْمُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَجَاءَ أَبُوْبَكْرٍ، وَعَلِيٌّ نَائِمٌ، قَالَ: وَأَبُوْبَكْرٍ يَحْسِبُ أَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ، قَالَ: فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ. قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: إِنَّ نَبِيَّ

[1] مسند الإمام أحمد: 147/1، مستدرك الحاكم: 134/3۔ امام حاکم اور شیخ شعیب نے اسے ''صحیح علی شرط مسلم'' قرار دیا ہے۔

اللّٰهِ ﷺ قَدْ اِنْطَلَقَ نَحْوَ بِئْرِ مَيْمُوْنٍ، فَادْرَكَهُ . قَالَ: فَانْطَلَقَ اَبُوْبَكْرٍ، فَدَخَلَ مَعَهُ الْغَارَ، قَالَ: وَجَعَلَ عَلِيٌّ يُرْمٰى بِالْحِجَارَةِ كَمَا كَانَ يُرْمٰى نَبِيُّ اللّٰهِ، وَهُوَ يَتَضَوَّرُ، قَدْ لَفَّ رَاْسَهُ فِي الثَّوْبِ لَا يُخْرِجُهُ حَتّٰى اَصْبَحَ، ثُمَّ كَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ، فَقَالُوْا: إِنَّكَ لَلَئِيْمٌ، كَانَ صَاحِبُكَ نَرْمِيْهِ فَلَا يَتَضَوَّرُ، وَاَنْتَ تَتَضَوَّرُ، وَقَدْ اِسْتَنْكَرْنَا ذٰلِكَ .)) [1]

''ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو فروخت کر دیا تھا (وہ یوں کہ ہجرت کی رات) وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس زیب تن کر کے ان کی جگہ پر سو گئے۔ مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارا کرتے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اس وقت (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر) علی رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ اللہ کے نبی ہیں، اس لیے انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا: اللہ کے نبی تو بئر میمون کی طرف تشریف لے گئے ہیں، آپ بھی ان سے جا ملیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی پیچھے پہنچ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے۔ (ادھر رات بھر) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پتھر مارے جاتے رہے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارے جاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ تکلیف کی وجہ سے دوہرے ہوتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا سر چادر سے ڈھانپ رکھا تھا اور صبح تک اسے چادر سے باہر نہ نکالا، پھر جب صبح ہونے پر اپنا سر باہر نکالا تو مشرکین نے کہا: تم تو بڑے گھٹیا انسان ہو، ہم تمھارے ساتھی کو پتھر مارتے تھے لیکن وہ تو تکلیف برداشت کرتا تھا، جب کہ تم تکلیف کی وجہ سے

[1] مسند الإمام أحمد: 331/1۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

دوہرے ہو جاتے تھے۔ ہمیں یہ بات کچھ عجیب سی لگتی تھی۔‘‘

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سب سے بہترین قاضی

حدیث 39

((وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: أَرْحَم أُمَّتِیْ بِأُمَّتِیْ أَبُوْبَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ لِدِيْنِ اللّٰهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَقْضَاهُمْ عَلِیُّ بْنُ أَبِیْ طَالِبٍ، وَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ أُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ، وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنِ ثَابِتٍ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنًا، وَأَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْعُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ.))[1]

’’اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر ہیں۔ اللہ کے دین میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں۔ عثمان سب سے زیادہ حیا والے ہیں۔ سب سے بہتر فیصلے کرنے والے علی ہیں۔ کتاب اللہ کے سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں۔ حلال وحرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں۔ علم میراث کے ماہر زید بن ثابت ہیں۔ سنو! ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔‘‘

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب السنة، باب فضائل خباب، رقم: 154، سنن الترمذي، رقم: 3791۔ محدث البانی نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فقاہت

حدیث 40

((وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ . فَقَالَتْ: عَلَيْكَ بِابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَسَلْهُ . فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ .)) [1]

''اور شریح بن ہانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے موزوں پر مسح کا مسئلہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: تم علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، انھیں اس مسئلہ کا مجھ سے زیادہ علم ہے۔ چنانچہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے مذکورۂ بالا مسئلہ (کے سلسلے) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان فرمائی (کہ مسافر کے لیے تین دن رات اور مقیم کے لیے ایک دن رات کی مدت ہے)۔''

حدیث 41

((وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ .)) [2]

---

[1] صحیح مسلم ، کتاب الطهارة ، باب التوقیت فی المسح علی الخفین ، رقم :639 .

[2] سنن ابوداؤد ، کتاب الطهارة ، رقم : 162 ، بلوغ المرام ، رقم : 54۔ حافظ ابن حجر نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

''اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: اگر دین رائے اور قیاس پر مبنی ہوتا تو موزوں کا نیچے والا حصہ اوپر والے کی بہ نسبت مسح کا زیادہ مستحق ہوتا مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اپنے موزوں کے اوپر ہی مسح کیا کرتے تھے۔''

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ

فہرست آیاتِ قرآنیہ

فہرست احادیث نبویہ

مراجع ومصادر

1: قرآن حکیم.

2: الجامع الصحيح المسند، للإمام محمد بن إسماعيل البخارى، ومعه فتح الباري، المكتبة السلفية، دار الفكر، بيروت.

3: الجامع الصحيح للإمام محمد بن عيسى الترمذى، تحقيق: الشيخ أحمد شاكر، مطبعة مصطفى البابى الجلبى، القاهرة، 1398هـ.

4: السنن لأبى داود سليمان بن الأشعث السجستانى (ت 275هـ)، دار إحياء السنة النبوية، القاهرة.

5: السنن لعبد الله محمد بن يزيد القزوينى، ابن ماجه (ت 273هـ)، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقى، مطبعة الحلبى، القاهرة.

6: المسند للإمام أحمد بن حنبل، المكتب الإسلامى، بيروت، 1398هـ.

7: السنن لأبي عبد الرحمٰن أحمد بن شعيب النسائى (ت 303هـ)، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض.

8: سلسلة الأحاديث الصحيحة للألبانى، طبعة مكتبة المعارف، الرياض.

9: صحيح الجامع الصغير للألبانى، طبعة المكتب الإسلامى.

10: صحيح مسلم للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقى، دار إحياء التراث، بيروت.

11: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، للحافظ نور الدين الهيثمى، منشورات دار الكتاب العربى، بيروت، 1402هـ.

12: مشكوٰة المصابيح للتبريزى، تحقيق نزار تميم وهيثم نزار تميم، طبعة شركة دار الأرقم بن أبى الأرقم، بيروت.